رقیمۃ الوداد

اس رقیمۃ الوداد کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانیوالے غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ منکران خلافت کے زمرے میں شامل ہونے سے حضور مغفور کی کس قدر پیشگوئیوں کا انکار لازم آتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

برادر مکرم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو اللہ تعالےٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ خدا کے لئے مخلی بالطبع ہو کر اور الگ ہو کر غور کریں کہ آپ لوگ کس شخص کی مخالفت کر رہے ہیں اور جس شخص کی مخالفت پر اس قدر زور خرچ ہو رہا ہے وہ کون ہے وہ ہمارے اور آپ کے آقا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لخت جگر محمود ہے جس کے بارے میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"پانچویں پیشگوئی میںنے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائیگا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شایع کئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے" (سراج منیر صفحہ ۳۱)

اسی طرح حضور نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۱۷ و ۳۶۰ میں اور ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵۔ اور تریاق القلوب صفحہ ۴۴ و ۴۲ اور نزول المسیح صفحہ ۱۹۲ اور اشتہار لیکھرام کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات وغیرہ میں کھول کھول کر اس سبز اشتہار والی پیشگوئی کا مصداق حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کو قرار دیا ہے۔ اب سبز اشتہار والی پیشگوئی کی اصل عبارت لکھتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ اس پیشگوئی کا مصداق کس شان کا انسان ہے۔ سو وہ عبارت یہ ہے:-

(حاشیہ سبز اشتہار صفحہ ۱۷) "خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں (۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ یعنے ہمارا یہی قانون قدرت ہے۔ کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے ہیں۔ اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور کامیابی کی راہیں انہیں پر کھولی جاتی ہیں۔ جو صبر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیا و خلفاء ہے۔ تا انکی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجاویں۔ اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں ظہور میں آجاویں۔ پس اول اس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا بشر الصابرین کا سامان مومنوں کے لئے طیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے ...... اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شایع ہوا)

بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اسکے بارہ میں پیشگوئی کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔"

پھر اسی اشتہار کے صفحہ ۱۲ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں "پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود۔ اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔ کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا۔ اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" اور اسی اشتہار پر صفحہ ۷ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں "سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور فوت بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔" یہ وہ پیشگوئی ہے جس کا مصداق نہ ایک جگہ بلکہ بہت جگہ اپنی پہلی اور پچھلی تصانیف میں حضرت اقدس نے حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کو قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس پیشگوئی کا ہر ایک لفظ موجودہ اختلافات کو مٹانے کے لئے (بشرطیکہ قوم ضد کو چھوڑ دے) کافی ہے۔ لیکن خصوصیت سے تین لفظ اس میں ایسے ہیں جو خلافت کے نزاع کو پوری طرح سے مٹا رہے ہیں اور وہ یہ ہیں

اوّل۔ خلفاء کا لفظ یعنی اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے محمود کو خلیفہ بنائے گا۔ تا لوگ اس کی اقتدا اور ہدایت سے راہ راست پر آجاویں۔ اور اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ دوئم۔ تکمیل کا لفظ جس کے معنے حضور نے رسالہ الوصیت میں حل کئے ہیں۔ اور فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ تو ہی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا .... پھر دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے .... اور وہ اسباب جو کسیقدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوتا ہے .... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔"

تکمیل خلفاء کے ہاتھ سے کرواتا ہے۔ پس سبز اشتہار والی پیشگوئی کا یہ جملہ کہ "اسکی تکمیل کے لئے دوسرا بشیر بھیجیگا" اسکے یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ بشیر ثانی محمود کو آپ کا خلیفہ بنائیگا

سوئم۔ فضل عمر کا لفظ یعنی بشیر ثانی محمود اسی طرح کا خلیفہ ہو گا جس طرح حضرت عمر رضؓ تھے یعنی دوسرا خلیفہ ہو گا۔ اور اسکو خلافت کا وہی درجہ اور فضیلت ملیگی۔ جو حضرت عمر رضؓ نے پائی۔ یعنے خلافت ثانیہ۔ اس مسئلہ کو صاف اور واضح کرنے کے لئے حضرت اقدس حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۱۲ میں فرماتے ہیں "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہو گا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔" یعنے میں نے اپنی پہلی تصانیف میں یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ میری اولاد میں سے ایک شخص میرا جانشین ہو گا۔ جیسا کہ سبز اشتہار والی پیشگوئی میں موجود ہے۔ پھر حضرت اقدس نے اپنے ۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء کے خط میں جو حضور نے حضرت سید نا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا تھا اور اسیطرح ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں اسی لڑکے کی نسبت لکھتے ہیں "ایک اولو العزم پیدا ہو گا یخلق اللہ ما یشاء۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہو گا" گویا حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت "میرا جانشین متقی ہو۔ عالم باعمل ہو۔ عزیز حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک۔ چشم پوشی اور درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے" اس پیشگوئی کے ان الفاظ کا لفظی ترجمہ ہے۔

پھر اس خط میں اس لڑکے کی نسبت یہ الہام درج ہے "ھو قالوا تاللّٰہ تفتؤ تذکر یوسف حتّٰی تکون حرضا او تکون من الھالکین" اس کا ترجمہ حضرت اقدس خود ان الفاظ میں لکھتے ہیں "اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہیگا۔ یہانتک کہ قریب مرگ ہو جائیگا یا مر جائے گا۔" پس جب الہام نے اس لڑکے کا نام یوسف رکھا ہے تو کیا ضرور نہ تھا کہ اس کے بھائی اس کا مقابلہ کرتے۔ اور اس کو الہام الٰہی کے اس موعودہ منصب سے محروم رکھنے کی سر توڑ کوششیں کرتے۔ لیکن الہامی پیش گوئی بتا رہی ہے کہ یہ مقابلہ کرنیوالے آخر ایک دن استغفر لنا انا کنا خاطئین کہتے ہوئے اس یوسف کے دربار میں حاضر ہونگے اور لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین کا سرٹیفکیٹ لیکر کامیابی کے ساتھ نکلیں گے۔ کیونکہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا" کی تسلی بخش الہامی پیشگوئی اس کی ضامن ہے۔

یہ ہے وہ پیش گوئی جس کی طرف میں آپ کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں اور جس کا مصداق خود حضرت اقدس نے نہ ایک یا دو جگہ بلکہ بہت جگہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو قرار دیا ہے۔ اسکے بالمقابل جو فریق ہے۔ اس کے سرکردہ ممبر اور سیڈ مولوی محمد علی صاحب ہی جن کی نسبت حضرت اقدس نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ پیشگوئی کی تھی (۱۹۰۳ء) "مولوی محمد علی صاحب کو کہا۔ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" یہ پیشگوئی صاف بتا رہی ہے کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی حالت میں فرق آجائیگا اور اس وقت انہیں اسکے پہلے عقاید اور پہلے خیالات صالحہ کیطرف بلایا جائیگا۔ اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ آکر بیٹھنے کے لئے انہیں کہا جائیگا (یا الٰہی وہ دن جلدی آئے کہ مولوی صاحب اس ندا پر لبیک کہہ کر کونوا مع الصادقین کے مطابق عمل پیرا ہو کر پھر اپنے کھوئے ہوئے متاع کو سنبھالیں آمین)

میں نہیں جانتا کہ وہ کونسے امور ہیں جو آپکے لئے سد راہ ہو رہے ہیں۔ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسلئے میں صرف دو باتوں کے لئے آپکی خدمت میں گذارش کر کے اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ آپ حب اور بغض سے بالکل خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں نہایت تضرع کے ساتھ دعائیں کریں کہ اے خدا اس بارہ میں جو حق ہے وہ مجھ پر کھول اور اس کی طرف مجھے رہنمائی کر۔ پھر جس بات کی طرف اللہ تعالیٰ آپکے دل کو پھیر دے اس کو بلا خوف لومۃ لائم اختیار کر لیں۔ دوئم یہ کہ آپ مخلی بالطبع ہو کر اور محض خدا کے لئے اکیلے بیٹھ کر غور کریں کہ دونوں فریقوں میں سے حق اور راستی پر کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو سمع۔ بصر اور فواد عطا فرمائے ہیں یہ تینوں حق کے پہچاننے کے لئے نعم المعین ہیں۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ دلایل تو ختم ہونے میں آیا نہیں کرتے فیصلے کا طریق یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہو۔ ممکن ہے کہ میرا یہ عریضہ آپکے مذاق اور مرضی کے خلاف ہو۔ بہرحال آپ کسی صورت میں بدظنی کی طرف نہ جائیں میرے دل کے حال کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ پر اظہارِ نفرت

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹوں نے تمام جماعت میں فساد عظیم برپا کر دیا۔ مولانا موصوف کو خداوند کریم راہ راست پر لاوے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی خبر سننے سے بھی دو روز قبل وہ ٹریکٹ ہمارے پاس پہنچ گئے تھے۔ یہاں اس ٹریکٹ سے جو بدبو پھیلی ہوئی تھی اس ٹریکٹ کو دیکھتے ہوئے فی الفور اس سے ہم بدظن ہو گئے پیشتر مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ جو کہ تمام دنیا سے بڑھ کر میری اُن سے محبت تھی یک لخت وہ ٹریکٹ کو دیکھنے کے ساتھ ہی میرا دل ان سے متنفر ہو گیا۔ اسکے ٹریکٹوں نے گو کہ بہت سے لوگوں کو ایک فتنہ عظیم میں ڈال دیا لیکن الحمد للہ کہ بفضل خدا مجھ کو اللہ تعالےٰ نے اس بلا سے نجات بخشی۔ فالحمد علیٰ ذالک۔ پیغام صلح بھی ایسے خراب خراب مضامین چھاپتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ (راقم محمد امیر احمدی دیرو کرہ)

(۳) مجھ کو جناب مولوی محمد علی صاحب پر بڑا افسوس آتا ہے باوجود دعوےٰ مصنف ہونے کے ایسی تقریر کرنا جو قرآن و حدیث کے برعکس ہو جو حضرت آدم خلیفہ حضرت داؤد اور خلفاء راشدین کے مخالف سورہ نور میں مومنوں میں خلیفہ ہونا ثابت ہے اس کے خلاف اور تمام انبیاء ماسبق کے مخالف جو قومیں جہنم میں پڑی ہیں اور جو مسیح ناصری کے مخالفوں کا نتیجہ ہوا ہے اُسی غار میں قوم کو ڈالنا چاہتے ہیں تو پھر کیا ضرورت تھی جو مسیح موعود کی بیعت کے باعث سے مخالفین کے کفر کے فتویٰ کا بوجھ اُٹھاتے ہے اور یہی نیچر انبیاء ماسبق کے مقابل میں قوموں کو کھاتا رہا تھا وہی نیچر آج احمدی قوم کو کھلانا چاہتے ہیں۔ اور کیا وجہ ہے ملکر کام کرنے کے یہی معنے ہیں کہ سب الگ الگ کام کریں اور ہر امیر ایک کونہ میں چپ چاپ بیٹھا رہے۔ افسوس ہے مصنف تفسیر قرآن پر۔ جو قرآن کے خلاف کلام کرتا ہے سننے کے تو یہ معنے ہیں جو ایک امام کا دامن پکڑو گے تو بچا رہو جاؤ گے نہیں تو وہی جہالت کی موت مرو گے۔

خادم غلام امام احمدی عزیز الواعظین

(۴) چند روز ہوئے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کا ٹریکٹ پڑھا جو کہ حضرت اقدس کی زندگی میں طیار ہو گیا تھا پڑھ کر بڑی تشویش پیدا ہوئی کہ اس قسم کی سازشیں حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں ہو چکی تھیں اور صرف موت کا انتظار تھا کہ حضرت صاحب آنکھ بند کریں۔ اور قوم کا شیرازہ بکھیر دیویں اور واقعہ میں ثابت کر دیا۔ اور خود تو خلیفہ کے بنانے کے قائل نہیں۔ جماعت میں خلیفہ کی ضرورت نہیں تو پہلے خلیفہ کی کیوں بیعت انھوں نے کی۔ اور اب ثانی خلیفۃ المہدی کی کیا رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اور جو مولوی محمد علی صاحب کو حقیقی جانشین قرار دے رہے ہیں انپر سخت افسوس ہے کہ مدعی سست گواہ چست۔ اور پہلے بھی ان لوگوں نے اوّل خلیفہ کی مخالفت کی اور اب بھی ان لوگوں نے مخالفت کی جبکہ خدا کا زبردست ہاتھ خود خلیفہ بناتا ہے تو کسی کمیٹی کا کیا اختیار ہے کہ خلیفہ بنائے۔ آپکے خلیفہ ہونے سے ہمارا ایمان ترقی کر گیا ہے۔

(محمد حسین تر گڑھی)

(۴) مولوی عبد العزیز صاحب احمدی سہارنپور سے لکھتے ہیں۔ چونکہ میں دورے پر تھا سہارنپور پہنچتے ہی مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ کو دیکھا اور پیغام صلح کے سب مضامین پڑھے میری طبیعت میں خدا کے فضل سے کچھ تغیر نہیں ہوا۔ لاہوری جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح کے مبارک عہد میں بھی کئی دفعہ ہاتھ پاؤں مارے تھے کیا انکی تدابیر کارگر ہوئیں نہیں! امید کرتے ہیں انشاء اللہ اب بھی ناکام رہیں گے۔

(۵) خلیفہ اوّل تو یہ فرما دیں کہ خلیفہ خدا خود بناتا ہے اور نیز ایک کی تعیین کی بابت ارشاد بھی فرما دیں مگر انجمن چار کو معیّن کرے اور وہ بھی بحیثیت چپڑاسیاں انجمن جو صرف غیر احمدیوں سے بیعت لینے کے مجاز ہوں یہ نئی منطق ہم نے آج ہی سنی ہے۔ سیکرٹری صاحب جوابا یہ سلسلہ خدا کا ساختہ ہے جو اسی کی طاقت سے کام کر رہا ہے اگر کوئی بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو اپنا گھمنڈ دکھلاوے گا تو سلسلہ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اس لیئے کہ اس کا بانی رب العٰلمین ہے مگر گھاٹے میں وہی رہے گا۔ یہ خدا کی ساختہ جماعت ہے جسے مولوی محمد علی صاحب نے پاش پاش کرنا چاہا ہے مگر خدا کے فضل سے یہ کبھی نہ ٹوٹیگی جسقدر آپ لوگ اسے کمزور کرنا چاہیں گے خدا کا غیبی ہاتھ بفضلہ بڑھ چڑھ کر اسکی تائید میں شامل رہے گا اور اپنے وعدہ قدرت ثانی کو جسے اُس نے اپنے مامور سے فرمایا تھا انشاء اللہ تعالےٰ ضرور ہی حضرت خلیفۂ ثانی محمودؓ کے ہاتھ پر پورا فرمائے گا۔ (سکرٹری انجمن لالہ موسیٰ)

جن خریداران الفضل کی خدمت میں وی پی ارسال کئے گئے ہیں اور نیز جنکے نام اس ہفتہ میں ارسال کئے جاویں گے براہ مہربانی وصول فرمائیں۔ ورنہ واپس آنے پر پرچہ بند کر دیا جائیگا ۔ مینیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلّے علیٰ رسولہ الکریم

کیا صدر انجمن حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جانشین ہونی چاہیے تھی؟

میں اپنے دوستوں سے جو پیغام صلح کے ذریعہ سے ہمیشہ پیغام جنگ دینے کے عادی ہو گئے ہیں بادب تمام دریافت کرتا ہوں۔ کہ وہ از راہ کرم بتائیں کہ اگر الوصیت اور حضرت مسیح موعودؑ کی دیگر تمام کتب سے صرف یہی بات نکلتی ہے کہ آپؑ کے بعد انجمن ہی آپکی جانشین ہو گی اور حضورؑ کی وفات سے تین سال پہلے سارے کاروبار انجمن ہی کے سپرد ہو گئے تھے اور تمام باتیں وہ اپنے ہی منشا اور ارادے سے سرانجام دیتے تھے تو پھر وہ کونسی نئی ضرورت متقاضی ہوئی تھی جس نے تمام کے تمام ممبران کا سر یک لخت حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ایک شخص کے آگے جھکا دیا؟ اور اُنکو مجبور کر دیا کہ وہ ایک خلیفے کے ہاتھ پر بیعت کرلیں؟ کیا وہ اپنے تین سال کے تجربہ کی بنا پر اسبات کو ابھی اچھی طرح سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے تھے کہ ان تمام تحریروں سے جو اسوقت انجمن کی جانشینی کی تائید میں نہایت شدو مد سے پیش کیجاتی ہیں حضرت صاحبؑ کا یہی منشاء تھا۔ اور سوائے اسکے اور کوئی منشاء نہیں ہو سکتا تھا کہ انجمن ہی آپکے بعد خلیفہ ہو؟ کاش! اُسوقت ایک ممبر۔ ہاں ایک اور صرف ایک ممبر۔ تو ایسا نکلتا جو حضرتؑ کی تحریروں اور اپنے تین سالہ تجربہ کی بنا پر چلا اٹھتا کہ ہائے کیا غضب ڈھاتے ہو؟ حضرت صاحبؑ کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ ایک خلیفہ ہو۔ یہ ایک خلیفہ کہاں سے آگیا؟

میرے تفرقہ پھیلانے والے دوست (اللہ انکے حال پر رحم فرماوے) تو کیا جواب دینگے؟ وہ ہم سے سُن لیں کہ جس بات نے ہمیں اور آپ سب کو مجبور کر دیا کہ ایک پاکیزہ انسان اور صرف ایک انسان کو (انجمن کو نہیں) اپنا افسر اور مطاع مان لیں وہ مشیت الٰہی تھی۔ تو پھر کون ہے جو مشیت اور ارادۂ الٰہی سے برخلاف منصوبہ بازی کرنے سے کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہے؟

میں نے اپنے دوستوں کے اعتراضات لفظاً بلفظ پڑھے ہیں اور اگرچہ مولوی شیر علی صاحب بی اے اور دیگر احباب نے ان کا جامع اور مانع جواب دیکر قلع قمع کر دیا ہوا ہے اور انکی تسلی بخش تحریروں کے بعد اور کسی تحریر کی ضرورت نہ تھی۔ مگر تاہم اس لئے کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ جبتک بار بار ایک امر کو انکے پیش نظر نہ کیا جاوے اُن باتوں کا اثر قبول نہیں کرتیں اس لئے میں یہاں بعض باتوں کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

میرے معترض دوستوں کی تمام تحریروں کا لُب لباب یہ معلوم ہوتا ہے "کہ فیصلے کی آسان راہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفے کے الفاظ کے مطابق عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ اور اگر ایسا کیا جائے تو پھر کسی خلیفے کی ضرورت باقی نہیں رہتی صرف یہی ضروری ہے کہ انجمن کے فیصلوں کو ہر وقت ناطق اور ناقابل ترمیم و تنسیخ سمجھا جاوے" اسمیں تو کسی احمدی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرتؑ کے ارشادات کے متعلق ہر ایک امر میں عملدرآمد ہونا چاہیئے اور ضرور ایسا ہونا چاہیئے مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے معترض احباب کو حضرتؑ کے الفاظ کے فہم کی زیادہ قابلیت ہے یا اُس عظیم الشان انسان (علیہ الرحمۃ) کو اُنکے سمجھنے کی زیادہ قابلیت تھی جو اپنے چھ سال کے عہد خلافت میں حضرتؑ کے الفاظ کی ایک عملی تفسیر ہمارے ہاتھ میں دیکر واضح طور سے دکھا گیا ہے کہ کس طرح جماعت میں وحدت رہ سکتی ہے۔ اب میں نہایت مختصر الفاظ میں اللہ کریم کی توفیق سے دکھاؤنگا کہ خود الوصیت کے ذریعہ سے حضرتؑ نے کیسے زور سے سمجھایا ہے کہ خلیفہ ضرور ہونا چاہیئے اور بغیر کسی خلیفے کے قوم میں وحدت نہیں رہ سکتی +

دوستو۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے پہلے سینکڑوں ہزاروں نبی پیدا ہوئے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے پہلے وہ سارے کے سارے نبی ایک ہی وقت میں پیدا ہو گئے تھے کیا آیت وعد اللہ الذین امنو منکم میں تمام نیکوکار مومنین مخاطب نہیں ہیں؟ تو کیا سارے کے سارے مومنین ایک ہی وقت مختلف قصبات اور شہروں میں خلیفے ہو گئے تھے۔ کیا تعامل اسلام نے یہ ثابت نہیں کر دکھایا کہ خلیفہ با اختیار ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے تو پھر جب حضرتؑ یہ تحریر فرماویں کہ "چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں" ان الفاظ سے مراد کئی اشخاص یا انجمن کے ممبر کیوں لئے جاتے ہیں جو ایک ہی وقت میں علیحدہ علیحدہ مختلف قصبات میں بیعت لیں۔ فتدبروا یا اولی الابصار +

یہاں ہم اپنے بھائیوں کی اطلاع کیلئے رسالہ الوصیت کے صرف وہی الفاظ ایک جگہ اکٹھے کر کے نقل کئے دیتے ہیں جنمیں خلافت یا انجمن کے متعلق اشارات ہیں +

"چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کی رائے پر ہوگا جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بنائے۔ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خداتعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی۔ اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جبتک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر نہ کھڑا ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو۔ یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اسکی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اسکی پوری تکمیل اُنکے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں انکو وفات دیکر جو بظاہر ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے جسکے ذریعے سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت دکھاتا ہے (۲) ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا آجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جاویگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلعم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا فرمایا جو "ولیمکنن لھم" میں فرمایا تھا۔ لیکن وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جبتک میں نہ جاؤں۔ ہر ایک شخص جو اس قبرستان (مقبرہ بہشتی) میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض اپنے لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ اگر خداتعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد جاری رہیگا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہیگا اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔ انجمن کا فتویٰ ہر ایک امر میں قطعی ہوگا جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جاوے گا تو وہ لوگ جو انکے جانشین ہونگے ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایات سلسلہ احمدیہ بجا لائیں۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال کیونکر جمع ہونگے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانے کے بعد وہ لوگ جنکے سپرد ایسے مال کئے جاویں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دُنیا سے پیار نہ کریں۔ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اسلئے اسے دنیاوی رنگوں سے پاک رہنا چاہیئے" +

ان متبرک اور معنی خیز الفاظ کو نہایت غور سے پڑھو کیا ان سے حسب ذیل باتیں نہیں نکلتیں؟

۱۔ حضرت مسیح موعود کے بعد بیعت کا سلسلہ جاری رہے گا +

۲۔ ایسے بیعت لینے والے جماعت کے بزرگ ہُوا کرینگے جو نفس پاک رکھتے ہونگے +

۳۔ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کی رائے پر ہُوا کرے گا +

۴۔ ایک وقت میں صرف ایک شخص بیعت لینے کا مجاز ہُوا کریگا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "جس شخص (جن "اشخاص" نہیں) کی نسبت چالیس (چالیس چالیس" یہ تکرار نہیں) مومن اتفاق کریں (یہاں تو بفضلہٖ اُس مجمع میں قریباً دو ہزار آدمیوں نے بیعت کی تھی) وہی بیعت لے سکے گا اور وہ دوسرے تمام لوگوں کے لئے اپنے آپکو نمونہ بنائے گا"

۵۔ بیعت لینے والا شخص خلیفہ ہوا کرے گا۔ کیونکہ اس نے اسی مقصد کو پورا کرنا ہے جس مقصد کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کو دُنیا میں بھیجا گیا۔ جو خلیفہ کا مفہوم ہے +

۶۔ وہ خلیفہ سب کا متفقہ امام ہوگا۔ کیونکہ حکم ہے کہ اسکے ماتحت نرمی. اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے سب ملکر کام کریں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر ایک وقت میں کئی خلیفے اور امیر با اختیار ہوں تو ملکر کس طرح کام ہو سکتا ہے۔ اور اتفاق کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟

۷۔ خداتعالیٰ نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت دکھاتا ہے +

۸۔ نبیوں کی وفات کے بعد دوسری قدرت کا اظہار انکے خلفاء کے ذریعے سے ہُوا کرتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت ابابکر صدیقؓ کی مثال دیکر واضح کر دیا کہ دوسری زبردست قدرت (قدرت ثانی) کے معنے آپ کے بعد کے خلفاء ہیں +

۹۔ حضرتؑ کا یہ مذہب تھا۔ کہ آیت استخلاف سے وہی سلسلہ خلفاء کا مراد ہے جسکی ابتدا حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی +

۱۰۔ خلفاء اللہ تعالےٰ کے دین کو تباہی اور نابود ہونے سے بچانے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اگرچہ انکے آنے پر پہلے مشکلات کا سامنا ضرور ہوتا ہے +

۱۱۔ انجمن کا کام روپے کا سنبھالنا اور اس کو اشاعت کے کام میں بطرز مناسب خرچ کرنا ہے اور بس +

۱۲۔ انجمن وصیت کا روپیہ لینے اور اسکے خرچ کرنے میں آزاد ہوگی "انجمن کا فتویٰ ہر بات میں قطعی ہوگا" سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر رنگ میں قوم پر حاکم ہوگی (اسکی وجوہات کیلئے نتائج ذیل کو بغور ملاحظہ فرماویں) بلکہ اسکی ٹھیک ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کسی فرم کو لکھے کہ اپنے ذریعے سے میری دکان یا میرے مکان کو فروخت کر دو اور ساتھ ہی یہ لکھ بھیجے کہ آپ میری طرف سے ہر ایک بات میں مختار کامل ہیں۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس فرم کو یہ بھی اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اسکی بیوی کو طلاق دیدیوے۔ اسکے بچوں کو قتل کرادے اسکے گھوڑے گاڑی کو بیچدے۔ نہیں بلکہ ایسا خیال کرنے والا عقل کو دُور سے سلام کرتا ہے۔ ایسے موقعہ پر ایسے وسیع الفاظ کا مفہوم

اُس قوم (کمیونٹی) کے فرائض اور ذمہ داریوں تک محدود رہتا ہے۔

۱۳۔ پھر انجمن یہ کام بھی حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ (یعنی حسب ہدایت مسیح موعود اور اُن کے خلفاء کرام کے) بجا لائیگی۔

۱۴۔ انجمن کو اس لئے حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ چلنا ہوگا۔ کہ ہوسکتا ہے کہ کثرت مال کو دیکھ کر کبھی ٹھوکر کھا جاوے اور دنیاوی رنگ اختیار کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ع کو کشفی رنگ میں دکھایا گیا تھا۔ کہ ایک وقت ایسا بھی آنیوالا ہے جب انجمن کی یہ حالت ہو جائیگی۔ کہ وہ دنیاوی مال و متاع دیکھ کر دنیا سے پیار کرنے لگ جاویگی۔ لہٰذا اس کا فتویٰ ہر ایک بات میں کیسے قطعی ہو سکتا ہے؟

۱۵۔ ہو سکتا ہے کہ ایک وقت ایسا آوے۔ کہ انجمن دنیاوی امور میں منہمک ہو جاوے۔ اس لئے اُسے ہدایت ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ایسے رنگوں سے پاک رہے۔

۱۶۔ انجمن حضرت صاحب ع کی زندگی ہی میں اُن کے اپنے ارشاد کے ماتحت اُن کی جانشین ہو گئی تھی۔ یہ کہاں سے نکالا کہ حضرت صاحبؑ کے بعد انجمن حضرت ع کی جانشین ہوگی

۱۷۔ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ سے مراد ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود بھی لیتا ہے۔ مگر کیا آپ ع نے یہ بھی کہیں لکھا ہے۔ کہ میرے سوا کوئی اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ نہ ہوگا؟

۱۸۔ اگر انجمن حضرتؑ کی زندگی میں اُن کی جانشین تھی۔ (اور وہ ضرور تھی) اور اگر انجمن کی جانشینی کے باعث نعوذ باللہ حضرتؑ کا وجود معطل نہیں ہو گیا تھا۔ اور وہ برابر کام کرتے۔ اور انجمن پر حکومت کرتے رہے۔ تو پھر کیوں دوسرے خدا کے مقرر کردہ خلفا کا اس انجمن پر پورا اختیار نہ ہو جو انجمن اُس خلیفہ کے زمانے میں اُس کی جانشین ہو؟

میرے دوستو! مذکورہ بالا نتائج کو پھر غور سے پڑھو۔ اور دیکھو۔ کہ آیا یہ حضرت ع کے اپنے الفاظ سے نکلتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا ان سے صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ خلیفہ کا وجود ابر رحمت ہوتا ہے۔ اور کسی نبی کی زندگی کے بعد بغیر قدرت ثانی کے (جس سے مراد بالفاظ حضرت ع "خلیفہ" ہے) وحدت قائم نہیں رہ سکتی اس کا آنا اسی لئے ہوتا ہے۔ کہ جماعت مشکلات سے نکل جاوے۔ اور جب وہ آتا ہے۔ خدا اس کا خود حامی بن جاتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ لوگوں سے بیعت لے۔ (اور خدا کا) منشاء ہے۔ کہ لوگ اس کے ہاتھ پر اکٹھے ہو جاویں۔ تا کہ اگر کسی وقت کوئی دینی مشکلات آن پڑیں۔ تو اُن کے تصفیے کے لئے اُسی کو حکم ٹھہرایا جاوے۔ ایک ہی وقت میں جابجا خلیفوں کے ہونے کی صورت میں اتفاق قائم نہیں رہ سکتا نہ انجمن کو جماعت کی بادشاہت روحانی دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ حضرت ع نے صرف فرما دیا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت کوئی انجمن دنیاوی رنگ اختیار کرلے اور مال کی محبت میں گرفتار ہو جاوے۔ مگر قدرت ثانی جسکو حضرت نے اپنے الفاظ میں خلیفہ کا مترادف مانا ہے۔ کبھی کسی عزت یا مال یا جاہ دنیا سے متاثر نہیں ہو سکتی۔ پھر قدرت ثانی کیلئے الوصیت کی اشاعت کے ساتھ ہی جماعت کی متعدد دعائیں شروع ہو گئی تھیں۔ کہ اسکا ظہور اسلام کے وجود کیلئے ہر طرح سے مستفید ہو۔

اگر الوصیت کے الفاظ کو توڑ موڑ کر اُن سے ہمارے معترض احباب یہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود ع کی جانشین صرف انجمن ہی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ہم اپنی الفاظ سے دکھا چکے ہیں۔ کہ یہ جانشینی حضرت ع کی زندگی ہی میں انجمن کو حاصل ہو گئی تھی۔ کیونکہ کتاب الوصیت میں "جانشین ہے" کے الفاظ ہیں۔ "جانشین ہوگی" کے الفاظ نہیں۔ اور پھر ہم یہ بھی دکھا چکے ہیں۔ کہ حضرت صاحبؑ کے اپنے ہی الفاظ سے یہ بات بھی نکلتی ہے۔ کہ خوف ہے کہ انجمن دنیاوی مال و جاہ سے متاثر ہو کر کسی وقت دنیادار بن جاوے۔ ہمارے احباب ان الفاظ کو کہاں لے جاویں گے۔

جس میں حضرت ع نے خصوصیت سے رسول کریم صلعم کی ایک پیشگوئی کو اپنے حق میں لیکر فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد خلفاء ہوتے رہیں گے۔ (دیکھو حمامۃ البشریٰ)

پھر آیا ہم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھیں۔ جنہوں نے اپنے تعامل سے ہمیں بتا دیا۔ کہ خلیفہ انجمن پر ممتاز ہوتا ہے۔ اور جسطرح چاہے۔ انجمن پر حکومت کر سکتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ ایسا ہو۔ یا ہم مولوی محمد علی صاحب کے خیالات کی پیروی میں اپنی بہتری سمجھیں۔ کہ جو ہمیں اس بات کے لئے آمادہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلعم کے صحیح الفاظ کو پس پشت ڈالدیں نہ ہم مسیح موعود ع کے صحیح الفاظ کی قدر کریں۔ اور نہ ہم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب صدیق اکبر کے تعامل کا لحاظ کریں ہر ایک دوست اپنی اپنی جگہ پر سوچے اور خدارا ان باتوں پر غور کرے۔ اس عاجز نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ نہائیت نیک نیتی سے عرض کیا ہے۔ اور خدائے قادر و توانا سے امید ہے۔ کہ وہ اسے بہتوں کی ہدایت کا باعث بنائیگا۔ اے مولا۔ تو ایسا ہی کیجیو!

خاکسار محمد طفیل احمدی عفی اللہ عنہ

(بٹالہ)

اللہ اکبر! آخر پیام نے مان لیا

۲۵۔ فروری کے الفضل میں لکھا گیا تھا۔ کہ حضرت اقدس کی کتب کو ہر تنازع میں مقدم کرو اسوقت چند لوگوں نے شور مچایا۔ کہ یہ مضمون بہت خطرناک ہے اس کے ذریعہ خلیفۃ المسیح کی ہتک ہوئی۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں اس مضمون کا ذکر کر کے اسے بڑی غلطی بتایا۔ اور کہا کہ پھر خلیفۃ المسیح کی بیعت کے معنی ہی کیا ہوئے اصل میں یہ سارا جوش اس لئے تھا۔ کہ انہیں بعض مسائل کے حل میں خلیفۃ المسیح کی بعض تقریروں سے اپنے مطلب کے موافق مدد ملنے کا وہم تھا۔ آخر جب ہم نے انہی کے مسلمہ اصل کے مطابق خلیفۃ المسیح رض ہی کی تقریروں اور تحریروں سے ثابت کر دیا۔ کہ خلیفہ ایک ہونا چاہئے وہ جماعت و انجمن کا مطاع ہو۔ اور اس کے ہاتھ پر تمام جماعات موجودہ و آئندہ کو بیعت کرنی چاہئے۔ تو اب کہنے لگے۔ کہ ہم اپنے پچھلے ۶ سالہ عمل کو قربان کرنے پر تیار ہیں۔ قربان کے معنی غالباً خودکشی کرنے کے ہیں۔ کیونکہ بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہم مسیح موعود کی وفات کے ساتھ گمراہ ہو گئے۔ اور خلیفۃ المسیح نے بھی (نعوذ باللہ) ہمیں مس لیڈ کیا*

اب چونکہ ان کے کلام میں تو کوئی گنجایش نہیں پاتے۔ اس لئے اس طرف آگئے ہیں۔ کہ صرف مسیح موعود کی کتابوں اور تقریروں سے خلافت کا ثبوت دیا جائے۔ اور الفضل کے ۲۵ فروری والے مضمون بعنوان جماعت کو نصیحت کی عبارتیں

اس قابل ہیں۔ کہ سونے کے حرفوں سے لکھ کر رکھی جائیں*

ناظرین کرام۔ دیکھا خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرت کا کرشمہ۔ وہی پیام جو الفضل کو اپنا اعدیٰ عدو سمجھتا ہے اب اس کی تحریروں کو سونے کے حرفوں سے لکھنے کے قابل سمجھتا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک

یہ پہلی فتح ہے

بہت اچھا صاحب! آپ کا چیلنج منظور ہے مسیح موعود ہی کی کتب سے خلافت کا ثبوت دیا جائیگا۔ اور مسیح موعود ہی کی تحریروں سے ہر بات کا فیصلہ دکھایا جائیگا۔ مگر کیا آپ مان لیں گے۔ دیدہ باید

خلافت محمودؑ کے ہمارے پاس کتنے ثبوت ہیں۔ اگر قرآن مجید سے چاہو۔ تو قرآن مجید سے۔ اگر احادیث سے چاہو۔ تو احادیث سے اگر یوں چاہو۔ کہ حضرت خلفاء اربعہ کی خلافت جس طرح ثابت ہوتی ہے۔ اسطرح ثبوت دیں۔ تو یوں بھی دیا جائیگا۔ اور اگر چاہو کہ مسیح موعود کی پیشگوئیاں دکھانی چاہئیں۔ تو وہ بھی دکھائی جائینگی

اگر دوسری کتابوں سے چاہو۔ تو انہیں سے بھی انشاء اللہ ثبوت دیں گے۔ اگر صرف الوصیت سے چاہو۔ تو اُس سے بھی ثبوت دیا جائیگا۔ اگر خلیفۃ المسیح کے کلمات سے ثبوت چاہو۔ تو انہی سے ثبوت لو۔ چنانچہ اس کے مطابق آج اخبار میں بہت سا میٹریل ہے +

مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں لکھ رہے ہیں!!!

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ مگر اس (آیت استخلاف) کے یہی معنی ہوں۔ کہ مسلمانوں کے اندر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے ہونگے۔ اور ان کی بیعت نہ کرنیوالے فاسق ہونگے۔ تو اب تم ہی بتاؤ۔ وہ خلیفے کب ہوئے۔

۲۔ پھر اگر من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون کے یہی معنے ہیں۔ کہ جو بیعت نہ کرے۔ وہ فاسق ہے۔ تو بتاؤ کس کس کو فاسق کا خطاب دوگے۔

۳۔ کوئی شک نہیں۔ کہ جس قسم کی بیعت حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے لی۔ اسی قسم کی بیعت حضرت امیر یزید اور اس کے بعد کے بادشاہوں نے لی۔

(ناظرین دیکھا۔ مولوی محمد علی صاحب ابوبکر وعمر اور یزید کو ایک جماعت میں جمع کر رہے ہیں۔ استغفر اللہ)

۴۔ صاحبزادہ صاحب نے اس کے جو سے اپنے نئے رسالے میں لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ جو شخص اس حکم کے ہوتے ہوئے بھی ان خلفاء کا انکار کریگا۔ اب اول تو قرآن کریم کے الفاظ میں ایسا لفظ کوئی نہیں۔ جس کا مفہوم ان سے جن سے مراد خلفاء لئے گئے ہیں۔ ادا کرے۔ دگویا ان معنوں کا انکار کیا ہے +

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحریر کو پڑھیئے

۱۔ تمام مقام کو دیکھو۔ کہ منکم کا لفظ تمام مسلمانوں کیلئے عام ہے۔ خواہ اس وقت موجود تھے۔ خواہ بعد میں قیامت تک آتے جائیں +

۲۔ اگر صرف اس قدر ہوتا۔ کہ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات تو کچھ معلوم نہ ہوسکتا تھا۔ کہ یہ کن ایمانداروں کا ذکر ہے۔ آیا اس امت کے ایماندار۔ اگر صرف منکم ہوتا۔ اور الذین آمنوا وعملوا الصالحات نہ ہوتا۔ تو یہ سمجھا جاتا۔ کہ فاسق اور بدکار لوگ بھی خدا تعالے کے خلیفہ ہوسکتے ہیں۔ حالانکہ فاسقوں کی بادشاہت اور حکومت بطور ابتلاء کے ہے۔ نہ بطور اصطفا کے۔ اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ وہ روحانی خلیفے ہوں۔ یا ظاہری۔ وہی لوگ ہیں۔ جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار ہیں۔

۳۔ اور یہ وہم کہ عام معنوں کی رو سے ان آیات کی اخیر کی آیت یعنی من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون بالکل بے معنی ٹھہر جاتی ہے۔ ایسا بیہودہ خیال ہے۔ جو اس پر ہنسی آتی ہے۔ کیونکہ آیت کے صاف اور سیدھے یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ جلشانہٗ خلیفوں کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیکر پھر باغیوں اور نافرمانوں کو دھمکی دیتا ہے۔ کہ بعد خلیفوں کے پیدا ہونے کے جب وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہوں۔ اگر کوئی بغاوت اختیار کرے۔ اور ان کی اطاعت اور بیعت سے منہ پھیرے تو وہ فاسق ہے۔

۴۔ اور یہ کہنا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ خلافت تیس سال تک ہوگی۔ عجیب فہم ہے۔ جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔ کہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین۔ تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اس کے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں۔ کہ کس قسم کی سمجھ ہے حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ زمانے تین ہیں۔ اول خلافت راشدہ کا زمانہ پھر فیج اعوج جس میں ملک کے عضوض ہونگے۔ اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا۔ یہانتک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں۔ اور یہ دونوں زمانے اس بارش کیطرح ہیں۔ جو ایسی خیر اور برکت سے بھری ہوئی ہو۔ کہ کچھ معلوم نہیں۔ کہ برکت اس کی پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں +

۵۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا۔ اور خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا۔ کہ وہ نبی کے جانشین ہونگے۔ اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے۔ جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی۔ اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا یعنی ایسے وقتوں میں آئینگی۔ کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا پھر ان کے آنیکے بعد جو ان سے سرکش رہیگا۔ وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں۔ کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے۔ اور ان سے مخالفت کرنیوالے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں +

ناظرین دونوں عبارتوں کو غور سے پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ ایک صداقت کے انکار کی وجہ سے ایک شخص کی حالت کیا سے کیا ہوگئی ہے۔ کہ اب جو اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ وہ مسیح موعود کی تحریر کے صریح خلاف نکلتا ہے +

حیرت انگیز واقعات

اس عنوان کے ماتحت آج کے صفحہ ۹ تا ۱۲ تک جو مضمون ہمارے ایک نامہ نگار کی طرف سے چھپا ہے۔ اس کے پڑھنے سے پہلے یہ خوب سمجھ لینا چاہئے۔ کہ یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ ایک خالص مذہبی تحریک ہے۔ اس میں خلافت اور جانشینی وسلسلہ کا نظم ونسق کا سوال صرف روحانی واخلاقی و دینی اصلاح تک محدود ہے۔ نامہ نگار صاحب چونکہ جرنلسٹ ہیں۔ اور ہر روحانی انتظام کی نظیر مادیات میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس لئے انہوں نے اس خلیفۂ سلسلہ احمدیہ وانجمن کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے حریت پسند گروہ کے مذاق کو مدنظر رکھا۔ اور وہ اصطلاحیں استعمال کیں۔ جو مادی حکومتوں میں استعمال کی جاتی ہیں۔ پس ان الفاظ کو انہی معنوں میں لیا جائے۔ جن میں قابل مضمون نویس نے لیا +

کیا رویاء وکشوف لغو چیز ہیں

یہ کلمہ کم از کم احمدی جماعت کے منہ سے نہیں نکلنا چاہئے۔ کیونکہ ان کے بہت سے معتقدات کا مدار اسی پر ہے۔ حضرۃ خلیفہ ثانی کی خلافت کے بارے میں کئی بزرگوں نے رویاء دیکھے ہیں اور بعض کو الہام ہوئے ہیں۔ اب پیام اس پر کہتا ہے۔ کہ یہ خواب خیال اور حدیث النفس ہیں۔ حقیقۃ الوحی پڑھو۔ جواباً عرض ہے کہ ہم نے حقیقۃ الوحی کو خوب پڑھا ہے۔

۱۔ ان خواب دیکھنے والوں میں سے کسی نے مامور من اللہ ہونیکا دعویٰ نہیں کیا کہ آپ اس معیار پر پرکھنے لگیں۔ ۲۔ حدیث النفس جب ہے۔ کہ یہ رویاء خلافت ثانیہ کے قیام سے بعد کے ہوں۔ انہیں سے کئی رویاء تو ایسے ہیں جو کئی کئی سال پیشتر دکھائے گئے۔ ۳۔ پھر ان رویاؤں میں جو واقعات دکھائے گئے ہیں جب ہو بہو اسیطرح واقعہ ہو گئے ہیں تو ان خوابوں کی صداقت پر خدا تعالیٰ کی عملی مہر لگ گئی ہے۔ ۴۔ خلافت ثانیہ کے ثبوت میں صرف یہی رویاء نہیں پیش کئے جاتے بلکہ یہ تو ان دلائل باہرہ وحجج قاہرہ کیلئے بطور معاون ہیں۔ ۵۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب کو دیکھو۔ کہ دوسرے لوگوں کے رویاء اپنی تصدیق میں نقل فرمائے ہیں۔ کیا وہ بھی سب خواب خیال ہیں۔ ۶۔ پھر یہ ایک خواب نہیں دو نہیں دس نہیں تقریباً تین سو رویاء اسوقت تک جمع ہو چکے ہیں۔ جو مختلف علاقوں مختلف مذاق واحوال کے لوگوں نے دیکھے۔ اور بعض نے استخارہ کے بعد دیکھے۔ ۷۔ پس کوئی سعید روح ہے۔ جو ملائکہ کی تحریکات پر ایمان لائے +

جنازہ غائب شیخ امیر الدین صاحب احمدی عرائض نویس چنیوٹ ضلع جھنگ سات روز متواتر بیمار رہکر رحلت کر گئے ہیں۔ احباب سے درخواست جنازہ غائب ہے +

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ بقیہ رکوع ۳

(گزشتہ سے پیوستہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ذات کے متعلق بُرا بھلا سُنتے تو کچھ نہیں کہتے تھے لیکن جب دین پر زد پڑتی تھی۔ تو ہرگز برداشت نہ کرتے تھے۔ جنگ احد کا واقعہ اس کی تصدیق کرتا ہے جب یہ بات مشہور ہوئی کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہے تو سارا لشکر بھاگ گیا۔ حالت بہت نازک تھی۔ زیادہ سے زیادہ چودہ آدمی باقی تھے جن کا مقابلہ تین ہزار سے تھا۔ اور یہ بھی مشہور ہوا کہ رسول کریمؐ فوت ہو گئے ہیں۔ اسوقت ابوسفیان نے مسلمانوں کو کہا کہ تم میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا جواب نہ دو پھر اُس نے کہا ابوبکرؓ ہے۔ فرمایا جواب نہ دو پھر کہا عمرؓ ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہاں موجود ہوں پھر ابوسفیان نے کہا اُعْلُ هبل اعل هبل تو رسول کریمؐ نے فرمایا۔ اب جواب کیوں نہیں دیتے صحابہ نے عرض کیا کیا کہیں فرمایا تم کہو اللہ اعلیٰ واجل اللہ اعلیٰ واجل پھر اس نے کہا لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم تو رسول کریمؐ نے فرمایا۔ تم کہو لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم۔ دیکھو اپنی ہتک گوارا فرمائی مگر خدا کی ہتک کے وقت ضبط نہ فرمایا +

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی ایسے واقعات ہیں۔ ایک دفعہ آپ اسٹیشن پر اُترے۔ تو پنڈت لیکھرام نے پاس آ کر سلام کیا۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اُس نے سمجھا کہ سُنا نہیں۔ پھر اُس نے دوسری طرف سے آ کر سلام کیا۔ پھر بھی جواب نہ دیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ نے پہچانا نہیں۔ آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ اس کو شرم نہیں آتی۔ کہ میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے +

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ — وہ لوگ جن سے خدا ناراض ہو گیا کوئی کہتا ہے۔ اس سے مراد یہودی ہیں کیونکہ انپر غضب ہوا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ منافق۔ کیونکہ وہ کسی فریق سے نہیں ہیں انھوں نے دونوں دین کو ایک قسم چیستان کیا ہے مگر اسکے معنے یہ ہیں کہ ان قوم کو دیکھو جو مغضوب علیہم سے تعلق دوستی کا رکھتی ہے یہ لوگ یعنے یہودیوں سے دوستی رکھنے والے نہ تم میں سے ہیں نہ انمیں سے یعنے دونوں قوموں سے انکی دوستی جھوٹی ہے۔ پس پہلا لہ تو یہودیوں کے لئے ہے اور دوسرا مہ منافقین کے لئے +

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ — خیال کرینگے خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی کسی سچائی پر قائم ہیں۔ آنحضرتؐ کے متعلق کبھی یہ ہو سکتا ہے کہ ہم نے خوب چکمہ دیا کہ انکار ہی کر دیا۔ اس لئے کامیاب ہو جائینگے +

حِزْبُ — جماعت۔ لشکر۔ ہم خیال +

حِزْبُ الشَّيْطٰنِ — ایسے لوگ جنسے شیطان کام لیتا ہے۔ جن کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے +

كَتَبَ اللّٰهُ — مقرر کر دیا ہے اللہ نے +

قَوِيٌّ عَزِيْزٌ — قوی یعنے اللہ تعالےٰ طاقتور ہے۔ عزیز یعنے بعض طاقتور کسی اور طاقتور سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ وہ مغلوب نہیں ہو سکتا بلکہ غالب ہے +

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ — یہ صحابہ کا خطاب ہے جو انکو اس لئے ملا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے باپ بیٹے بھائی اور بیوی سب کو چھوڑ دیا +

پس جو لوگ رضی اللہ عنہم کی سند لینا چاہتے ہیں انکے لئے ضروری ہے کہ صداقت کی خاطر اپنے رشتہ داروں کی بھی پروا نہ کریں۔ صلہ رحمی سے اسلام منع نہیں کرتا +

حِزْبُ اللّٰهِ — اللہ کے منشا کے ماتحت کام کرنے والے۔ اللہ کا لشکر۔ اللہ تعالےٰ کی پیاری جماعت +

پارہ ۲۸ سورۃ الحشر رکوع اوّل

۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ — آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ قرآن شریف کا کوئی لفظ زائد نہیں ہوتا۔ اگر ایک لفظ دس جگہ آئے تو ہر ایک موقعہ کے مطابق الگ الگ معنی ہونگے۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ پہلے بھی آیا ہے۔ اور یہاں بھی آیا ہے۔ اس جگہ ایک قوم کا ذکر ہے جسکو سمجھایا گیا ہے۔ کہ ہر ایک زمین و آسمان کی چیز خدا کی فرمانبردار ہے اور اس کو بے عیب ثابت کرتی ہے تسبیح کے ساتھ ما کا لفظ فرمایا جو غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی تعداد زیادہ ہے اس لئے کثرت کی وجہ سے اسی لفظ کو استعمال فرمایا۔ اسمیں انسان بھی آجاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تسبیح کی کئی قسمیں ہیں (۱) علم میں (۲) قدرت میں (۳) حفاظت میں (۴) خلق میں۔ غرضیکہ ہر ایک صفت میں اُسکی تسبیح ہو سکتی ہے۔ اس آیت میں عزیز حکیم سے بتلایا کہ اسجگہ انکی دو صفات کی تسبیح مراد ہے اور اسی کا ثبوت دیا جائیگا یعنے اللہ تعالےٰ کے غالب اور حکیم ہونے کا ثبوت ہوگا +

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ — ل کے معنے وقت کے ہیں۔ حشر کے معنے لوگوں کو جمع کرنا۔ حشر الناس جمعہم (۲) ملک سے نکال دینا (۳) حشر العود لکڑی کو چھیلنا مرنے کے بعد کا حشر بھی تینوں معنوں سے ہے (۱) اکٹھے ہونگے۔ (۲) قبروں سے نکالے جائینگے (۳) جو ابدی کے وقت غم والم سے چھیلے بھی جائینگے۔ ایک حشر مرنے کے بعد ہوگا لیکن ان لوگوں کو دنیا میں بھی حشر کر کے دکھا دیا۔ اسواسطے اوّل الحشر فرمایا۔ (۲) یہود بڑی عزت سے مدینہ میں رہتے تھے بنو نضیر قوم بڑی زبردست اور باعزت تھی۔ ان کو خدا نے سزا دینے کے لئے مدینہ سے نکلوا دیا۔ یہ گویا انکی پہلی ذلت تھی اس لئے اوّل الحشر فرمایا۔ (۳) یہ جلاوطن ہو کر پہلے خیبر میں گئے اور پھر حضرت عمرؓ کے وقت خیبر سے شام کو۔ اس لئے بھی پہلی جلاوطنی کو اوّل الحشر فرمایا۔ اور دوسری جلاوطنی کی خبر دیدی جو حضرت عمرؓ کے وقت پوری ہوئی +

فَاَتٰىھُمُ اللّٰہُ - اللہ کا عذاب آیا +

وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ - خدا نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا - باوجودیکہ یہ قوم بڑی زبردست اور جنگجو تھی - لیکن کچھ نہ کرسکی - جب انسان مرعوب ہوجاتا ہے - تو سب کچھ بھول جاتا ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک کہانی سنایا کرتے تھے - کہ ایک چور رستم کے گھر گیا - رستم نے اس کو پکڑ لیا - اور دونوں میں لڑائی شروع ہوئی - چور نے رستم کو گرالیا - اور اسکی چھاتی پر سوار ہوگیا - رستم نے زور سے کہا - کہ رستم آگیا - رستم آگیا - وہ چور چونکہ یہ نہیں جانتا تھا کہ رستم یہی ہے جو میرے نیچے ہے - اور اس نے رستم کی زور آوری کی شہرت سُنی ہوئی تھی - اس لئے رعب میں آگیا - اور اس کو چھوڑ دیا - اس کہانی کا یہ مطلب ہے کہ رعب طاقتور کو بھی کمزور بنا دیتا ہے اللہ تعالےٰ انسان کو بتاتا ہے کہ دیکھو ہم نے یہود کو باوجود طاقتور ہونے کے مرعوب کردیا بغیر کسی سخت جنگ کے انھوں شکست مان لی +

یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ - یہ لوگ چونکہ قلعوں میں محصور تھے اس لئے مسلمان انپر حملہ کرکے ان کے مکانوں کو تباہ کرتے تھے - دوسرا جب انھیں یقین ہوگیا - کہ مسلمان غالب آجائینگے - تو وہ خود مکانوں کو برباد کرنے لگے - اس کے معنے مکان کو ویران چھوڑ دینے کے بھی ہیں یعنے ویران چھوڑ کر چلے گئے اور مسلمان اس کا ذریعہ تھے +

شَدِیْدُ الْعِقَابِ - قرآن کریم میں کئی الفاظ عذاب کے آئے ہیں کہیں عذاب - کہیں انتقام اور کہیں عقاب آیا ہے - انکے معنوں میں فرق ہے - عقاب وہ عذاب ہوتا ہے جو فوراً آجائے - یعنی ادھر گناہ کیا اور اُدھر عذاب آگیا - ویسے عذاب آنے کی مثال اہل مکہ ہیں یہ لوگ نبی کریم کو تیرہ سال تکلیفیں دیتے رہے - چودھویں سال عذاب آیا - یہود نے جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پاٹ گرانے کا منصوبہ کیا - تو فوراً نکالے گئے اور چھوٹی سی معمولی جنگ کے بعد ہمیشہ کے لئے جلاوطن کر دیئے گئے +

لِیْنَۃٍ - (۱) ادنیٰ درجہ کی کھجوروں کا درخت - (۲) اعلیٰ درجہ کی کھجوروں کا درخت دونوں کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن ادنیٰ پر زیادہ استعمال ہوتا ہے +

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَۃٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْھَا قَآئِمَۃً عَلٰٓی اُصُوْلِھَا - یہ ان کو سزا دیگئی تھی - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالو - لوگوں نے اس بات پر اعتراض کیا ہے - اور اسوقت بھی ایک یہودی نے نکل کر کہا تھا کہ آپ کھجوروں کو کیوں کاٹتے ہیں - قصور ہے تو ہمارا نہ کہ درختوں کا - یہ اعتراض کرنیوالے لوگ اصول اور قوانین جنگ سے ناواقف ہیں - دول یورپ کو بھی قاعدہ بنانا پڑا ہے کہ جنگ کے موقعہ پر فلاں فلاں چیزیں ان ملکوں میں نہ جانی پائیں - جن میں جنگ شروع ہو - اور اگر کسی غیر سلطنت کی طرف سے ایسی سلطنت میں کوئی جہاز ایسا اسباب جس کا داخلہ منع ہے لے جاتا ہوا پایا جائے تو اس کو ضبط کیا جاسکتا ہے - کیونکہ اگر ان کو سامان وغیرہ ملتا ہے تو جنگ ختم ہونے میں نہیں آتی - نبی کریم صلعم نے اس اصول کو مدنظر فرماکر انکے باغوں کو کاٹنے کا حکم دیا تھا - اور یہ دشمن کو مجبور کرنے کا ایک طریق تھا - کہ یا تو عاجز ہوکر ہتھیار ڈالدے یا باہر نکل کر مقابلہ کرے - تاکہ لڑائی کا خاتمہ ہو +

فَاسِقْ - (۱) عہدشکن (۲) کافر - ان دو معنوں کے سوا تیسرے معنے قرآن میں مجھے نہیں معلوم - منکرین خلفاء پر بھی عہدشکن کے معنوں پر استعمال کیا گیا ہے یعنے خدا کا عہد توڑتے ہیں

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ - تم نے گھوڑوں یا اونٹوں کو نہیں دوڑایا - ایجاف - سواری کا تیز دوڑنا +

اَفَآءَ اللّٰہُ - غنیمت کے طور پر جو مال اللہ دے +

مال غنیمت کی تقسیم - (۱) اللہ کے لئے یعنی قرآن کی اشاعت - دین کی اشاعت - سامان جنگ پر خرچ کرنا (۲) رسول کے لئے یا اس کے خلیفہ کیلئے (۳) رسول کے اقربا کا حصہ - یا خلیفۂ وقت کے اقربا کا حصہ - اب اشاعت حدیث سے رسول کا حق ادا ہوسکتا ہے (۴) یتامیٰ کا حصہ - مساکین کا حصہ (۶) مسافروں کا حصہ ہے اگلی آیت میں اسکی تشریح فرمائی ہے کہ پچھلے چار حصص مہاجر انصار اور ان لوگوں میں تقسیم کئے جائیں جو بعد میں آئیں گے اور ان کے متبع ہونگے +

دُوْلَۃً - جو اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر پھرتا رہے - مال اور غلبہ کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے - کیونکہ یہ بھی کبھی کسی کے پاس ہوتے ہیں اور کبھی کسی کے پاس

وَمَآ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ - اور جو کچھ رسول تم کو دے - اس کو خوشی سے لے لیا کرو - مال نے ہی آج تک لوگوں کو گمراہ کیا ہے - ہر ایک نبی پر مال کے معاملہ میں لوگ اعتراض کرتے آئے ہیں - رسول کریم کو ایک شخص نے کہا - کہ آپ نے مال تقسیم کرنے میں عدل کو مدنظر نہیں رکھا - تو اور کون رکھ سکتا ہے - مسیح موعود پر بھی لوگ اعتراض کرتے تھے - کہ چندے جمع کرتے ہیں اور اسراف کرتے ہیں - ایک دفعہ کہ آپ لاہور تشریف رکھتے تھے - ایک شخص کا خط آیا - جس نے لکھا تھا کہ بیت المال کے لئے جو آپ پانچ سو روپے دے گئے تھے - اس دفعہ اس میں سے بھی کچھ نہیں رہے ہیں - بیت المال کا زیادہ خرچ آپ کے گھر کا ہی ہوتا ہے - آپ نے فرمایا - کہ اس نادان کو معلوم نہیں قادیان میں تو مہمان آتے ہی نہیں - مہمان تو یہاں آتے ہیں - لاہور میں اس کثرت سے خرچ تھا کہ لاہور کی جماعت جو ان اخراجات کو برداشت کرتی تھی - انہیں سے بعض کو مسیح موعود علیہ السلام سے کہنا پڑا کہ بہتر ہو کہ یہ اعلان ہوجائے کہ لوگ اس کثرت سے نہ آیا کریں - کیونکہ خرچ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے - حضرت صاحب نے اسی خط پر فرمایا کہ اگر میں بیت المال کا کام ان لوگوں کے سپرد کردوں - تو ان کو کوئی ایک پیسہ بھی نہ دے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد لنگر مقروض ہی رہا ہے - حالانکہ خرچوں کی آمد میں حضرت صاحب کی وفات کے بعد بہت کمی واقع ہوگئی ہے - حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کو بیماری کے ایام میں دو دفعہ لنگر خانہ کے لئے چندہ کی تحریک کرنی پڑی ہے +

یَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ - اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یعنی دین کی اشاعت کرتے ہیں +

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ - ایمان کو گھر بنالیا - ایمان میں ایسے ہوگئے - کہ ان کے آگے پیچھے ایمان ہی ایمان ہوگیا - یا یہ کہ ایمان کو اختیار کرلیا +

حَاجَۃً - تنگی - انصار کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ مہاجرین پر جو انعام ہوں ان سے دل میں تنگی نہیں محسوس کرتے +

شُحَّ - بخل جس پر حرص بھی ہو - ایک بخل یہ ہوتا ہے - کہ اپنا مال کوئی نہ لے - دوسرا یہ کہ میرا مال نہ جائے - اور دوسرے کا مال میرے پاس آجائے - سخت بخل کو شح کہتے ہیں - انصار کی صفت ہے کہ وہ مہاجرین کو کچھ دینے کے وقت اعتراض نہیں کرتے تھے +

غِلًّا - حسد بغض کینہ +

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِھِمْ - اس میں مہاجرین و انصار کیلئے دعا کرنیوالوں کی تعریف پائی اور یہ کہ اس مال کا ان کو بھی

حیرت انگیز واقعات

(ہمارے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

غیب کا علم صرف اللہ کو ہے

میں نے جب سے علمی دنیا میں قدم رکھا ہے۔ اُسی وقت سے مجھے سیاسیات کے مطالعہ کا شوق ہے۔ واقعات عالم پر نظر رکھنا۔ آئندہ کے تغیرات پر قیاس دوڑانا۔ سیاسی خطرات۔ سیاسی پیچیدگیاں اور ان کے خیالی حل میری طبیعت کا جزو ثانی بن گئے ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اکثر میرے قیاسات عالم وہم سے نکل کر حقیقت کا وجود بھی پہن لیا کرتے ہیں۔ لیکن بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں انقلابات کا بحر حوادثات کا وقوع۔ غیر معمولی اور اچانک رُونما ہونیوالے سانحات کا وجود مجھے محو حیرت و استعجاب کرتا ہے اور میں غریب کیا میری ہستی ہی کیا! غیب کے اخبار اور مستقبل کے حالات کا جاننے والا صرف خدائے علیم و خبیر ہے۔ اور انسان خواہ کسی دفتر خارجہ کا بیدار مغز ناظر یا کسی وزارت عظمیٰ کا باخبر رکن ہی کیوں نہ ہو۔ آخر ایک ناچیز کم فہم مخلوق ہے اور وقت آتا ہے۔ کہ اُسے مجبوراً یوروپ بھر کے بہترین مبصر و ماہر سیاست سر ایڈورڈ گرے کی طرح ایکدن کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان دنوں حیرت انگیز واقعات پیش آرہے ہیں۔

سیاست کی بنیاد کن باتوں پر ہے

غرض یہ کہ سیاسیات کے ناپیدا کنار اور متلاطم سمندر میں تعجب خیز واقعات کا ظہور اور حیرت انگیز حادثات کا وقوع بڑے بڑے اصحاب بصیرت اور باخبر لوگوں کو بھی متحیر و متعجب کر سکتا ہے۔ کیونکہ حریت کا ناجائز استعمال۔ دستوریت کے غلط معانی۔ خودسری خودرائی نفسانی خواہشات کی پیروی۔ عہد شکنی۔ غلط بیانی۔ دہوکہ ہی وغیرہ وغیرہ عادات قبیحہ۔ اخلاق رذیلہ اور صفات ذمیمہ کا ارتکاب آجکل سیاست۔ قوم پرستی اور حب وطنیت کا مترادف سمجھا جاتا ہے پس جب سیاست اور اس کے نتائج کی تمام عمارت انہی بنیادوں پر اٹھائی جارہی ہو۔ اور اسی مصالحہ سے دیواروں کی تعمیر عمل میں آرہی ہو۔ تو اچانک آنیوالے واقعات پر بیخبر دنیا کیوں تعجب و حیرت کا اظہار نہ کرے۔ اور کیوں ششدر و مبہوت ہو کر نہ رہجائے؟

سیاست سے میری کیا مراد ہے

ہاں سیاست سے میری مراد صرف دول یوروپ اور اسلامی ممالک کے تعلقات نہیں۔ اور نہ ہی صرف زنگدار اور گوری اقوام کی کشمکش مقصود ہے۔ نہ ہی میرا منشاء انصرام ملکی پر نکتہ چینی یا شورش پسندوں کی قابل نفرت حرکات اور ان کی سرکوبی کے جائز ذرائع ہیں۔ بلکہ میں تو سیاست کے دائرہ کو بہت وسیع خیال کرتا ہوں۔ اور میرے خیال میں ایک گھر میں بھی حکومت اور سیاست دونو موجود ہوتی ہیں۔ پھر اس دائرہ کے محیط کو وسیع کرتے کرتے حکومت وقت کی سیاست تک پہنچنے سے پہلے

محلہ۔ گاؤں۔ کنبے اور قوم کی سیاست

کے علیحدہ علیحدہ دائرے طے کرنے پڑتے ہیں۔ چونکہ اصول ہر ایک انتظام کا ایک ہے۔ اور کرہ ہوائی کی حکومت سے کوئی دائرہ بھی آزاد نہیں۔ اس لئے جو جراثیم آجکل ملکی سیاست کے تندرست جسام میں داخل ہو کر حیرت انگیز امراض کو وجود میں لارہے ہیں وہی قوم کے صحیح سالم بدن میں داخل ہو کر ان کی صحت کو بگاڑنے اور اعضائے رئیسہ میں سرائیت کر کے جسمانی کل کی حرکت کو روکتے ہیں۔

حیرت انگیز واقعات اور ان کا سبب

پس آج اگر احمدی قوم کا شیرازہ نظام بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خلافت حقہ کا دور ختم ہوتے ہی حیرت انگیز اور تعجب افزا واقعات کا ظہور پذیر ہونا قدوسیوں کی جماعت کو ایک قلق و کرب میں مبتلا کر رہا ہے۔ اور ہر درد دل رکھنے والے احمدی کی زبان سے نکلتا ہے۔ 'این'! مولوی محمد علی صاحب کو کیا ہو گیا؟ کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں خلافت کے خلاف ایک زہریلا رسالہ لکھ کر رکھ چھوڑا۔ اور حضرت کی وفات کے ساتھ ہی اُسے تقسیم کرانا شروع کر دیا۔ انہوں نے ایسا کیا ہے۔ جو ان کے لئے زیبا نہ تھا۔ سارا گناہ ان کی گردن پر ہے۔ اور بعض صداقت پسند خادمان مسیح پوچھتے ہیں۔ کہ اجی! جب مسیح موعود کا لخت جگر محمود حضور کی پیشگوئی کے مطابق خدا کے فضل کے ساتھ عمر ثانی ہو کر خلافت حقہ کا وارث ہوتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی دوسرا اس منصب کا اہل بھی نہیں دکھائی دیتا۔ تو یہ چند اکابر ان قوم کیوں اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

نیز بعض حلقوں میں یہ سوال بھی اٹھایا جارہا ہے۔ کہ جب خلیفہ اول نے ایک معرکۃ الآرا تقریر میں خلافت کے منکروں کو صاف اور صریح الفاظ میں بتادیا تھا۔ کہ مسیح موعود کی وصیت کو میں تم سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اور میرا فیصلہ ہے۔ کہ قوم اور انجمن ہردو مطیع اور خلیفہ مطاع ہے۔ تو پھر اس فیصلے کے بعد انجمن اور خلیفہ کے تعلقات پر بحث کرنے کے معنی ہی کیا ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو اس کا باعث اور سبب وہی زہریلی تند سیاسی ہوا ہے جس نے نہ صرف شاہ کے سر سے تاج سلطنت کو اڑا پھینکا ہے۔ بلکہ غزال ایران کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اُسے شمالی درندے کے آگے ڈالدیا ہے۔ نیز سلطان محمد فاتح کے طاقتور ہلالی پرچم کو جو ایکدن بحیرہ اسود۔ خلیج فارس۔ بحیرہ قلزم۔ بحیرہ اڈریاٹک۔ اور بحیرہ ابیض متوسط کے سواحل پر بڑی شان و شوکت سے لہراتا تھا۔ سرنگوں کر کے اس کے پرچے اڑا دئے ہیں۔ اور آج وہ صرف باسفورس اور دانیال کے قلعوں کی حفاظت میں فقط انہیں کے دو ساحل پر اڑتا نظر آتا ہے۔

غلط روش کی پیروی

میں اس بات کو ذرا وضاحت سے بیان کر دینا چاہتا ہوں اور کھول کر عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ میرا مقصد اس عبارت سے یہ ہے کہ احمدی حریت پسند دوستوں نے بھی وہی غلط روش اختیار کی ہے جو نہ صرف اسلامی ممالک کی تباہی کا موجب ہو چکی ہے۔ بلکہ ہندوستان میں بھی کانپور جیسے خطرناک حادثات کے وقوع کا باعث ہو چکی ہے۔ اور اس کی بدولت آجتک مسلمانوں کو اپنی کھوئی ہوئی عزت میسر نہیں آئی۔ اور سمجھ دار لوگ آخر مجبور ہو کر حکومت وقت کے خلیفہ کی خدمت میں ایک با اثر وفد بھیجکر اظہار اطاعت و وفاداری پر مجبور ہوئے ہیں۔ پھر وہ غلط روش کیا ہے؟ سنو صاحب! وہ حریت و دستوریت کا غلط مفہوم۔ خودسری اور خودرائی کا دخل۔ جذبات نفسانی کی پیروی۔ مطلق العنانی کا سودا۔ وغیرہ وغیرہ اوصاف ناپسندیدہ ہیں +

خلیفہ کے مخالف ناکام رہتے ہیں

ہمارے دوستوں نے ایک وقت خیال کیا تھا۔ کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں کی طرح خفیہ ریشہ دوانیاں کر کے یلدز کیوسک پر حملہ کریں۔ اور ایک انقلاب برپا کر کے ہر چیز پر اپنا تصرف جمالیں۔ لیکن دنیوی چالیں دنیا کے جاہ پسند عیاش حکمرانوں پر غالب آسکتی ہیں۔ بھیس بدلنے والا انور بے کمزور عاطل بناوٹی خلیفۃ المسلمین عبدالحمید پر غالب آسکتا ہے مگر انور ہو یا شوکت نیازی ہو یا جیب ہیں تہیں یہ سب مل کر بھی خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ نور الدین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کے منہ کی باتیں ان کی توپوں کے گولے اور ان کی ترکشوں کے تیر آسمانی سپر کے سامنے کچھ کام نہیں دیتے ان کے منصوبے خاک میں ملتے ان کی تدبیریں ناکامی کا جامہ پہنتی ہیں +

....

غور سے سنو

دیکھو! جو آنکھ رکھتے ہیں۔ وہ پڑھیں۔ جو کان رکھتے ہیں سنیں جو دل رکھتے ہیں۔ سوچیں۔ اور جو دماغ رکھتے ہیں۔ غور کریں اور یاد رکھیں۔ کہ جس طرح **محمد رسول اللہ** کے خلیفہ اول کی اطاعت سے انحراف کرنیوالے ناکام رہے۔ اور ہاں پھر جس طرح خلیفہ ثانی فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کے پُر رعب زمانہ حکومت میں حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کی وجاہت و ہیبت ان کے عزل کے احکام کو نہ روک سکی۔ اور جس طرح جناب علی مرتضےٰ خلیفہ بلا فصل کہلانے والے وصی رسول اللہ کا تقدس و علم حضرت خلافت مآب کو تخت خلافت پر متمکن ہونے سے نہ روک سکا۔ خوب یاد رکھو۔ کہ اسی طرح آج بھی **فاروق ثانی فضل عمر** روحانی خلیفہ **محمود** کے خلاف کوئی وجاہت کوئی تقدس کوئی علم۔ کوئی خدمت کام نہ آئیگی۔

دستوریت کا غلط مفہوم

کہا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ مشروط ہونا چاہیئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ انجمن کا مطاع نہ ہونا چاہیئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اُسے انتظامی امور میں مداخلت سے احتراز کرنا چاہیئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی حیثیت صرف ایک میر مجلس کی سی ہوگی۔ اور اُس کو صرف دوسرے اعضائے مجلس کی طرح رائے دینے کا استحقاق ہوگا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ یہ دستوریت و مشروطیت کا غلط مفہوم اور اصول حکمرانی اور جہانبانی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ تاریخ اسلام اس طرز عمل کی موید و مصدق نہیں۔ زمانہ حال کی ترقی یافتہ جمہوری یا دستوری حکومتوں کے قوانین اس انوکھی اور نرالی مشروطیت سے اتفاق و مطابقت نہیں رکھتے۔

حکومت امراء

سنیئے صاحب! ان خیالات کا نام نہ مشروطیت ہے۔ نہ انکو جمہوریت یا دستوریت کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ ان کی تہ میں وہ طرز حکومت ہے جسے سیاسی اصطلاح میں حکومت امراء کہتے ہیں۔ یعنی چند بڑے بڑے آدمی مکر جو چاہتے ہیں۔ کر لیتے ہیں۔ اور ہمارا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ گذشتہ ۶ برس میں صرف چند امراء کی حکومت کا نام رہا ہے۔ وہی تمام سپید و سیاہ کے مالک وہی انجمن کے قائمقام وہی انجمن کے فرمانبردار تھے۔ جسے چاہتے استعفاد دینے پر مجبور کرتے جسے چاہتے ذلیل کرتے۔ ان کی حکومت بھی انجمن اتحاد و ترقی کی قائم یافتہ جماعت کا ایک نمونہ رہی ہے۔ جو شخص ان کے خلاف آواز اٹھاتا۔ یا ان کے کسی آورده پر بجا اعتراض کرتا۔ اُس کو ذلیل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اور آخر وہ استعفاد دینے پر مجبور ہوتا۔ اگر تخفیف ہو۔ تو اس کا اثر اس جماعت کے آوردوں پر نہیں ہو سکتا۔ البتہ حریت ائتلاف کے ممبر ناظم کے طرفدار (خواہ ان میں ناظم پاشا جیسے غیور دل بہادر ہی کیوں نہ ہوں) برطرف کئے جاتے ہیں اور یہاں ترقیاں دیجاتیں۔ تو ایک لفٹننٹ کرنل کو بڑھا کر چڑھا کر وزیر جنگ بنا دیا جاتا ہے۔ اور برسوں کے کام کرنیوالوں کی خدمات کو پس پشت ڈالدینا ایک معمولی سی بات سمجھی جاتی ہے پھر اپنے اغراض کو حاصل کرنے کیلئے انواع و اقسام کے حیل سے کام لیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ جسطرح کہ نوجوان ترکوں کی سیاسی انجمن کا طریق عمل ہے۔ اُس کے قریب قریب اس انجمن کا دستور رہا ہے جس کے حقوق کی حفاظت کا آج ادعا کیا جاتا ہے اور سچ پوچھئے تو انجمن سے مراد صرف ایک خاص جماعت کی حکومت ہے۔ جو دستوریت نہیں۔ مشروطیت نہیں۔ جمہوریت نہیں۔ بلکہ امراء کی حکومت کے مترادف ہے۔

الٰہی سلسلوں میں یہ کام نہیں ہو سکتا

لیکن دنیوی سلطنتوں میں ایسے طرز حکومت چاہنے والے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ کہیں عبد الحمید کو ایسی جماعت زیر کر سکتی ہے۔ کوئی ان کا مطیع ہو سکتا ہے۔ لیکن نور الدین یا محمود کے سامنے اُن کی پیش نہیں چلتی۔ ہاں وہ خود در گذر کرتا رہے۔ چشم پوشی سے کام لے تو اور بات ہے۔ مگر بایں ہمہ وہ مجبور ہے کہ اس طرز عمل کے بد نتائج سے بچنے کیلئے غلطی کرنیوالوں کو کبھی کبھی ڈانٹتا رہے۔ پس اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ صدر انجمن قادیان کے کمرہ اجلاس کو قسطنطنیہ کا بابعالی بنا لیا جائے۔ تو یہ امر محال اور خیال خام ہے۔

نرالی دستوریت

اس میں شک نہیں۔ کہ زمانہ حال کی جملہ حکومتیں کم و بیش جمہوریت کے اصولوں پر چل رہی ہیں۔ اور ہر ایک حکومت کے قوانین میں مشروطیت کو دخل ہے۔ چنانچہ دنیا کی زبردست حکومتیں حسب ذیل ہیں۔

اول۔ سلطنتہائے روس۔ اور المانیہ ہیں۔ جن کے ہاں ڈیوما اور ریشٹاگ ہیں۔ لیکن زار اور قیصر کو اختیار ہے۔ کہ اُن کے فیصلوں کی تصدیق کریں۔ یا اُن کو مسترد کر دیں۔ اور لطف یہ ہے کہ دونو ہی اپنی طاقت و قوت کے لئے اپنی نظیر آپ ہیں۔ ہمارکی بری فوج زبردست سے زبردست طاقت کو خائف کرتی ہے اور جرمنی کی بری و بحری طاقت تجارتی و صنعتی ہوشیاری برطانیہ عظمیٰ تک کے لئے بےچینی کا باعث ہو رہی ہے۔

دوم۔ فرانس اور امریکہ کی جمہوری سلطنتیں ہیں۔ جنکے رئیس جمہوریت کو بادشاہوں سے بڑھ کر اختیارات دئے جاتے ہیں۔ اور عند الضرورت وہ اس امر کے مجاز ہیں۔ کہ برملا ان کے فیصلہ کو مسترد کر دیں۔ اور ملک کی بہتری کے لئے قوم کے منتخب شدہ قائمقاموں کے فیصلہ کو توڑ دیں۔ چنانچہ سابق رئیس جمہوریہ مسٹر ٹیفٹ نے کانگرس کا منظور کردہ ریزولیوشن کہ ریاستہائے متحدہ میں داخل ہونے والیکو کثرت ازدواج کے خلاف عقیدہ رکھنے کی قسم کھانا چاہیئے۔ مسترد کر دیا تھا اور حال میں موجودہ رئیس امریکہ مسٹر ولسن نے نہر پنامہ کے متعلق کانگرس کو مجبور کر کے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ امریکن جہازات کو نہر مذکور میں دوسری اقوام کے مقابل کوئی رعایت نہ ہو۔

سوم۔ انگلستان کی آزاد حریت پسند دستوریت کی سٹینڈرڈ قوم ہے۔ جن کے ہاں پارلیمنٹ کو وسیع اختیارات ہیں۔ لیکن وہاں بھی بادشاہ کو اختیار ہے۔ کہ وقت ضرورت پارلیمنٹ کو توڑ دے۔ علاوہ ازیں بادشاہ کو صلح و جنگ کرنیکا بھی اختیار ہے

پس یہ ہیں۔ تین قسم کی دستوری حکومتیں۔ جنمیں امیر کو مطاع اور مجلس شوریٰ کو مطیع رکھا گیا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ ہمارے دوست چوتھی قسم کی نرالی اور عجیب دستوریت کہاں سے لے آئے ہیں جسمیں امیر کو صرف رائے دینے کا حق ہے اور منظور شدہ فیصلوں کے رد کرنیکا مجاز ہے۔ نہ ہی اس کو مجلس کے عارضی توڑنے اور نیا انتخاب کرنیکا اختیار ہے۔

ایک امیر کی ضرورت ہے

خدا کی قدرت ہے کہ جس پیغام میں تھوڑا ہی عرصہ پیشتر سلسلہ کی وحدت اور ایک امام کے ماتحت ہونے کو فخریہ بیان کیا جاتا تھا۔ اب اسی کے کالموں میں امارت اور خلافت کو سرے سے اڑا ہی دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

یاد رکھو! جس ریوڑ کا کوئی گلہ بان نہیں۔ وہ بھیڑیوں سے خطرہ میں ہے۔ جس فوج کا کوئی سردار نہیں۔ اس کی قوت پراگندہ فتح موہوم اور شکست یقینی ہے۔ جس کنبہ کے سر پر مہربان باپ کا سایہ نہیں۔ اس کے تنزل اور انتشار میں کیا کلام ہو سکتا ہے غرض زندگی کے ہر شعبہ میں بلکہ میں کہونگا۔ خود انسانی جسم میں ایک امیر کا وجود ہے۔ جو باقی تمام اعضاء پر حکمران ہے اور ایک مسلمان جو پانچوقت نماز میں مجبور ہے۔ کہ ایک امام کی اطاعت کرے اور جنازہ میں بھی مجبور ہے کہ ایک امام کی اقتدا کرے وہ کیونکر اس کلام کا انکار کر سکتا ہے ہاں میں نے اوپر لکھا ہے۔ کہ انجمن سے مراد اسوقت صرف ایک خاص گروہ "امراء کی حکومت ہے"۔ لیکن میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس گروہ نے بھی اپنا امیر بنا رکھا ہے۔ میں نے ایک بزرگ سے دریافت کیا۔ کہ جب آپکو مقامی حالات سے مفصل معلومات آگاہی نہیں۔ تو فیصلہ کسطرح کیا کرتے ہو۔ انہوں نے صفائی سے جواب دیا

"ہم تو کچھ نہیں کرتے۔ جسطرح ... ... صاحب فرماتے ہیں۔ بس اُس کے مطابق کردیا جاتا ہے"۔ پھر ایک اور بزرگ فرماتے تھے۔ میں تو ممبرانِ انجمن (خاص گروہ) سے اپنا ادب کراتا ہوں۔ بس میں حیران ہوں۔ کہ جب انجمن ہی صرف ایک شخص کی رائے کا نام ہو۔ اور اس کی رائے کے سامنے دوسری آراء قربان کی جائیں۔ تو پھر امیر کی ضرورت سے کیوں انکار ہے؟ اور اگر ضرورت کا اقرار بھی ہے۔ تو اُسے ممکن بنانے کی کیوں کوشش نہیں کی جاتی ہے۔ العجب۔ العجب۔

امیر یا خلیفہ

یہ سچ ہے۔ کہ ایک سچائی کا انکار انسان کو بہت سی باتوں کا منکر بناتا اور ایک غلط بیانی بہت سی دروغ بافیوں کا باعث ہو جاتی ہے۔ اور اکثر انسان ایسی حالت میں وہ باتیں کر گذرتا ہے جنپر دوسرے وقت اُسے خود بخود ہنسی آتی ہے۔ اب ہمارے بھائی فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ نہیں امیر ماننے کو تیار ہیں۔ خدا معلوم ان لوگوں کے نزدیک ان دونو الفاظ کا جداگانہ کیا مفہوم ہے۔ تاریخ اسلام میں تو خلفاء کو ہی امیر المومنین کہا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کے سردار ہونے کی حیثیت سے وہ امیر اور رسول اللہ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے خلیفہ تھے۔ اگر کسی کو خلیفہ یا جانشین تسلیم ہی نہ کیا جائے۔ تو اُس کی امارت کیسی؟ الٰہی سلسلوں میں امارت تو نام ہی خلافت یا جانشینی کا ہے۔

ہمارے دوستوں کی غرض غالباً امیر تسلیم کرنے سے صرف یہ ہے کہ جسطرح عام سوسائٹیوں میں میر مجلس ہوتے ہیں۔ اسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بھی ایک برائے نام صدر ہو۔ جسے قادیانی یا فتنہ گروہ اپنے ہاتھ میں کٹھ پتلی کیطرح رکھے۔ یا سلطان محمد خامس کیطرح اُسے امیر المومنین تو کہہ لیا جائے۔ لیکن اس کے احکام کی اطاعت واجب نہیں۔ ان کا قول ہے۔

گدّی بنانا نہیں چاہتے

کہ ہم گدّی بنانا نہیں چاہتے للعجب ہم بھی اُن سے متفق ہیں۔ مگر پوچھتے اور پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا خلافت راشدہ کوئی گدّی تھی؟ اور خلافت اوّل جسکی اطاعت کا انجمن کے گروہ امراء نے نہ صرف خود حلف اٹھایا بلکہ بذریعہ اعلان اُنکی اطاعت کل قوم کیلئے ایسی ہی واجب قرار دی۔ جیسی کہ حضرت مسیح موعود کی تھی)، کوئی گدّی تھی۔ اگر یہ گدّیاں تھیں۔ تو پہلے گدّی بنانیوالے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ہیں جو خلافت اول کے وقت معین تھے۔

پیر پرستی

رہی پیر پرستی۔ اب اگر جائیں کرانا۔ پیر کی ذات کیلئے کبھی اپنی خوشی سے کوئی نذر دینا خدمت کرنا پیر پرستی کہلاتا ہے۔ تو اس کا ارتکاب تمام احمدی قوم بشمولیت معترضین کرتی رہی ہے۔ اور اگر پیر پرستی سے صرف یہ مراد ہے۔ کہ پیر کی اولاد خواہ وہ بدچلن اور جاہل ہی کیوں نہ ہو انکو ایک قسم کا تقدس دیکر بے جا احترام کیا جائے۔ اور خود پیر صاحب کے پاؤں چھوئے جائیں۔ ان کو پوپ کی طرح نجات کا ٹھیکہ دار سمجھا جائے۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ احمدؑ کے پاک سلسلہ میں اس کا رواج نہیں۔ ہاں حضرۃ صاحبزادہ صاحب سے ہمارے دوست اخلاص کا اظہار قبل از خلافت بھی کیا کرتے تھے۔ جو کہ محض صاحبزادگی کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ آپکے تقویٰ۔ علم اور عمل کے سبب تھا۔ ورنہ میں کیونکر یہ گمان کر سکتا ہوں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے لنڈن جاتے وقت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھوں کو محض پیر پرستی کے باعث بوسہ دیا تھا۔ اور میں کیونکر قیاس کر سکتا ہوں۔ کہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے محض پیر پرستی سے گذشتہ دسمبر میں ایک دوست کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ کہ "میاں صاحب سے کہدیجئے۔ ہم آپکے غلام ہیں"۔ اور میں کسطرح باور کروں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اسی پیر پرستی کی بنا پر پیغام میں لکھتے ہیں۔ **صاحبزادہ صاحب کی عزت نہ کرنا نمکحرامی ہے**۔ پس واضح رہے۔ کہ اگر اطاعت عہد اخوت اور اخلاص و وفاداری کا نام پیر پرستی ہے۔ تو معترضین بھی اس کے مرتکب ہیں۔ ورنہ مبایعین نے کوئی نئی بات نہیں کی۔

خلافت احمدیہ

دوستو! اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی ضرورت تھی۔ اور خلافت راشدہ حقہ پر روافض کے اعتراضات بیجا ہیں۔ اور اگر مسیح موعود بروز محمد مصطفےٰ تھے۔ اور آخرین لما یلحقوبہم سے مسیح کی جماعت مراد تھی۔ تو پھر کیوں خلافت احمدیہ کو خلافت محمدیہ کے مشابہ نہیں مانا جاتا؟ کیوں ایک خاص گروہ کیطرح خلافت فاروقیہ کا انکار کرتے ہو۔ اور اپنے عمل سے فاروق پر تبرا کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہو۔ دیکھو! احمدؑ نبی اللہ نے تم سے نبوت منوائی۔ اور نبوت کر کے تمکو دکھا دیا۔ اسکے بعد نور الدین اعظم صدیق ثانی نے تم سے خلافت منوائی۔ اور خلافت کر کے تمکو دکھا دیا۔ اگر تم نے خلافت کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور جو کچھ آج علانیہ تقریراً و تحریراً کہتے ہو۔ اس وقت خفیہ کہا تو حضرت خلافت مآب رحمتہ اللہ علیہ نے تمہارے ان خیالات کی بڑے زور سے تردید کر دی۔

حضرت خلیفہ اول کا فیصلہ

آپ لوگوں نے وہ فیصلہ بھلا دیا ہوگا لیکن میرے کانوں میں وہ بجلی کی سی طاقت رکھنے والے الفاظ اب تک گونج رہے ہیں۔ جو خدا کے مقرر کردہ نور الدین نے مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر فرمائے تھے۔ ہاں میری آنکھوں کے سامنے وہ نقشہ بھی ہے۔ جب ہم چھوٹی مسجد میں بیٹھے تھے۔ اور خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی وہ تحریر مجمع عام کو پڑھ کر سنائی تھی۔ جس میں "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"۔ کا مشہور فقرہ ہے۔ اور مجھے خوب یاد ہے۔ کہ اسکا عکس شائع کرنے کی تجاویز ہو رہی تھیں۔ اور پھر میں اب تک اس بات کو نہیں بھولا۔ کہ حضرت اقدس کے باغ میں ٹہلتے ہوئے شیخ رحمت اللہ صاحب نے خواجہ صاحب سے فرمایا تھا۔ "شکر ہے کہ اس مسئلہ کا ایسے جلیل القدر خلیفہ کی زندگی میں فیصلہ ہو جائیگا"۔ پھر اس قسم کے خیالات اور جذبات کے ساتھ جو آج دوبارہ بعض احباب کے قلوب میں موجزن ہیں۔ ہم سب مسجد کی چھت پر جمع ہوئے۔ اور عمر کا بیٹا اپنے پورے جلال کے ساتھ مسجد کی چھت کے اُس حصہ پر آکھڑا ہوا۔ جو پرانا اور مسیح موعود کا بنوایا ہوا تھا۔ اور فرمایا

"میں تمہاری مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ (یعنی انجمن کی تعمیر کردہ حصہ مسجد میں) اور میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونو کا خلیفہ مطاع ہے۔ اور یہ دونو خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے اس کا رکھنا خلیفہ کیلئے ضروری ہے"۔

اس فیصلہ کی قدر

آہ! جو لوگ حضرۃ میاں صاحب پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرۃ خلیفۃ المسیح کے فتاویٰ کی قدر نہیں کی۔ اور کہتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر گھر میں جا کر میاں صاحب کا دوبارہ نماز پڑھنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپکو حضور کے فتووں پر ایمان نہ تھا۔ (اصل واقعہ اور ہے) اور اسکے بالمقابل بڑی شدومد سے اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ جسکے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ اُس کے فیصلوں کا احترام بلکہ تعمیل فرض ہے۔ میں انکو اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھنے کیطرف متوجہ کرتا ہوں۔ اور جس خدا کے ہاتھ اُنکی اور میری جان ہے اُس کی قسم دیکر اُن سے کہتا ہوں۔ کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور یاد کرو۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے فیصلوں کا سب سے بڑھکر احترام کرنیوالا کون رہا ہے اور کس کی نسبت فرمایا۔ "اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں"۔ دوستو! اب خدا را بتاؤ۔ کہ مسجد کی چھت پر ذیل کے الفاظ محمودؓ کے تھے۔ یا کسی اور کے؟ اور کس نے کہا تھا "میں نے حضور کی بھی سوچ سمجھ کر بیعت کی تھی۔ اور آئندہ بھی جو ہوگا۔ اس کی بیعت کرونگا"۔ پھر ذرا یاد کرو اور خوب یاد کرو۔ کہ مسجد کی چھت کے نیچے خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟ محمودؓ کے تھے۔ یا کسی اور کے؟ اور کس نے کہا تھا۔ "ہمکو ذلیل کیا۔ میں استعفاد دیتا ہوں۔ کیا کسی کی وجہ سے ہم اپنی رائے چھوڑ سکتے ہیں؟ جب عملی مخالفت ہوگی دیکھا جائیگا"۔ اور شاباش! زندگی میں ہی عملی مخالفت کر کے دکھا دیا۔ اور جب پیش نہ گئی۔ تو آخری ایام میں اس فیصلہ کے خلاف ایک رسالہ لکھ کر رکھ چھوڑا۔ اور وفات کے ساتھ ہی شائع کر دیا ...

تم نے محمود کو دیکھا ہی نہیں

میں پھر سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ

پیارو! آپ نے محمودؓ کو دیکھا ہی نہیں۔ اُسے پہچانا ہی نہیں۔ اس کے مزاج سے تمہیں واقفیت ہی نہیں۔ جب خدا کوئی منصب دیتا ہے۔ تو اس کے ساتھ اس کی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ اب وہ امیر المومنین ہیں۔ ان کی ہر بات میں تغیر ہے۔ لیکن اس سے پہلے بھی وہ اپنی حق پسندی حق گوئی اور اتقا میں بڑھے ہوئے تھے میرے مولا نے مجھ پر احسان کیا۔ مجھے ان کے حالات زندگی کے مطالعہ کا موقعہ دیا۔ میں نے خلوت میں اور جلوت میں ان کے قلب صافی کی روشن حالت کا مطالعہ کیا۔ اور دیکھو۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اس کا قلب کینہ سازشوں سے پاک تھا۔ اس کو خلافت کی مطلق خواہش نہ تھی۔ اس نے نواب صاحب سے الگ لیجا کر کہا۔ اور ان کو متفق کر لیا تھا۔ کہ اگر مولوی محمد علی صاحب یا میر حامد شاہ صاحب غرض کوئی شخص بھی منصب خلافت کیلئے منتخب ہو۔ تو فتنہ کو مٹانے کیلئے ہم سب اُس کی بیعت کر لینگے میں نے اُس کو دیکھا ہے۔ کہ جس بات کو وہ حق سمجھتا۔ اُس میں اپنے نانا اور اپنی والدہ محترمہ حضرت ام المومنین تک کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اور دوسروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور ایک دن ایک شخص کو خفگی سے فرمایا "مصلحت کیا چیز ہے۔ جو کچھ حضرت خلیفۃ المسیح فرمائیں لکھو"۔ اور وہ تو باغ احمد کے ایک پیڑ کو بھی اکھاڑنا نہیں پسند کرتا تھا۔ اور نہ کرتا ہے۔ دیکھو جب اُس نے مولوی محمد علی صاحب سے خلافت ہی کا انکار سنا۔ تو اس کو رنج ہوا۔ اور اس پر بھی باوجود لوگوں کے اصرار شدید کے اس نے بیعت سے انکار ہی کیا۔ مسجد میں بھی انتخاب کے بعد بھی اس کے دل میں اس منصب کو قبول کرنے کی خواہش نہ تھی۔

صاحبو! غور کرو۔ اور سوچو! اگر منصوبہ بازی ہوتی۔ تو کیا محمودؓ کو بیعت کے الفاظ بھی یاد نہ ہوتے۔ اُس نے بیعت لی مگر کس طرح۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب بتلاتے جاتے تھے اور آپ حکو[illegible] الفاظ دہراتے تھے۔

[illegible] وہ منصوبہ باز نہیں [illegible] بھلا کہا [illegible] دعائیں کرتا [illegible] بات بھی [illegible] مت بنو [illegible] اس حق گوئی میں اُس کے قریب ترین رشتوں کا بھی لحاظ نہیں ہوتا۔

مولوی محمد علی صاحب سے خطاب۔ مولانا میں مقدس وجود کی خاطر آپ نے دنیوی ترقیوں پر لات ماری۔ جس پر ایمان لانے کو آپ نے زمینی وجاہت پر ترجیح دی۔ جس کی خاطر آپ نے بھاری قربانیاں کیں جس کی پیشگوئیوں اور کلام کو اپنے دنیا کے کونوں تک پہنچایا۔ اور جس کی خدمت کے لئے آپ نے اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور آخر اس خدمت کا عوض آپ نے اپنی تحریر کی مقبولیت کی صورت میں اسی دنیا میں پایا۔ پس اگر آپ وہی غیور فاضل ہیں۔ جس نے وطن کے پیش کردہ لالچ کی پرواہ نہ کر کے احمدیت کا پیش کرنا ضروری سمجھا تھا۔ اور اگر آپ وہی سعادتمند مرید ہیں۔ جس نے دوپہر کے وقت عبدالحی عرب کے مکان پر جا کر اُسے خوش کر کے حضرت مسیح موعود کی خوشی حاصل کی تھی۔

اور اگر آپ وہی مولوی محمد علی صاحب ہیں جو حضرت مسیح موعود کے خاص درباری اور خاص مقرب تھے۔ تو پیارے! آج تمہارے مسیح کی ایک پیشگوئی محمود فضل عمر خلیفہ ثانی کے وجود سے پوری ہوتی ہے۔ اور آپ کی مخالفت خدا کے مسیح اس کے اہلبیت حضرت خلیفۃ المسیح ان کے اہل بیت اور کل جماعت احمدیہ کیلئے شاق اور رنجدہ ہے مسیح کی روح رویا میں لوگوں کو دکھائی دیتی اور آپ سے ناراضگی کا اظہار کر کے وہی فرماتی ہے جو ۱۹۰۲ء کے ایک کشف میں دیکھا تھا۔ یعنی آپ صالح آدمی تھے۔ نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"۔ مولانا! آپ شیر خدا علیؓ بنیں۔ آپ سیف اللہ خالدؓ بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کریں

امیر کی اطاعت واجب ہے

مولوی صاحب! آپ نے ہمکو مسجد نور میں سنایا تھا۔ کہ ہماری جماعت ایک فوج ہے۔ تو کیا آپ اس فوج کو سپہ سالار کے بغیر لڑانا چاہتے ہیں۔ یا اگر سپہ سالار ہو تو آپ اسکی اطاعت سے انحراف کر کے فوج کے تمام نظام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ پیارے مولویصاحب! آپکو معلوم ہے کہ ملکی عہدہ دار حکم عدولی کے جرم میں برطرف کئے جاتے ہیں۔ کہیں فوجی جرنل اور کرنیل ایسے جرم کی پاداش میں کورٹ مارشل سے وہ سزا پاتے ہیں جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مسیح کا قول پورا ہوگا۔ دور دراز ممالک میں خلیفہ ہونگے ہماری چھاؤنیاں مختلف بلاد میں ہونگی۔ لیکن امیر قادیان میں ہی رہیگا اور تمام ملکی و فوجی افسر پر اس کی بیعت لازمی ہوگی۔ جو بیعت نہ کریگا وہ آسمان پر باغی کی سی سزا پائیگا۔ الامر واقعہ ہے فوجی لوگوں کی سزائیں بھی سخت ہوتی ہیں۔

بیعت کیلئے کیا ضروری ہے؟ کہا جاتا ہے کہ جب عقائد میں اختلاف ہو۔ تو پیری مریدی کے تعلقات کیونکر رہ سکتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جب ابن عباس چالیس مسائل میں خلیفہ سے اختلاف رکھکر اُنکے مرید تھے۔ اور ہمارے دوست خلافت کے مسئلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح سے اختلاف رکھ کر بھی آپکے مرید تھے۔ تو آج کیوں وہ اسی طرح نظام سلسلہ کو قائم رکھنے کیلئے ایک امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتے۔ اور کیوں وہ شرائط پیش کرتے ہیں جو اسلام نے تجویز نہیں کیں۔

سب جانتے ہیں۔ کہ اسلامی امام ہمیشہ مشروط ہوتا ہے۔ نماز کا امام ہر چیز کا امام نہیں۔ جنازہ او حج کا امام ہر چیز کا امام نہیں۔ کسی امام کا خلیفہ اپنے مریدین کو ہر مسئلہ میں اپنے اجتہاد کا پابند نہیں کر سکتا۔ بلکہ بیعت میں تو صاف اور صریح الفاظ ہیں۔ کہ "جو تم نیک کام بتاؤگے اس میں تمہاری اطاعت کرونگا"۔ یہ جملہ خود شرطیہ ہے اور خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرط ہے۔ اب اس شرط کے ہوتے ہوئے جو شخص اپنی گھڑی ہوئی شرائط پیش کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ پس خدا سے ڈرو وہ بات نکرو جو سلسلہ کی جڑ کو کاٹتی ہے شماتت اعدا کا موجب ہے۔ مسئلہ کفر و اسلام میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر یہ اختلاف تنازعہ تک پہنچے۔ تو امام کو حق پہنچتا ہے کہ فریقین کو رد کردے۔ اور بس۔ کیا اسی مسئلہ پر اشاعت اسلام اور تبلیغ سلسلہ کا انحصار ہے۔ کیا ہمارا کام صرف اسی عقیدہ تک محدود ہے۔ اگر نہیں تو پھر اسپر زور کیسا۔ غیر احمدیوں کی امداد پر بھروسہ کرنا انکے جذبات کا جو ہو کے برخلاف بھڑ کانا سود مند نہیں ہو سکتا ہم آسمانی بادشاہت کی فوج ہیں ہمارا کام [illegible] ہماری بیعت کی غرض یہ ہے۔ کہ امیر کے حسب ارشاد میدان مناظرہ میں ہماری نقل و حرکت ہو۔ اگر وہ کہے امریکہ چلے جاؤ ہم بلاچون و چرا روانہ ہو جائیں۔ اگر حکم دے اپنا مال اللہ کیلئے خرچ کر دو ہم اسپر لبیک کہیں۔ غرض ہماری جماعت مجاہدین کی جماعت ہے۔ ہماری سیاست یہ ہے ہم اشاعت و تبلیغ دین اور مقابلہ کفر کیلئے ایک امیر کے ماتحت ہیں۔ اور رہنا چاہیے۔ کیونکہ اسمیں وحدت اور اسمیں برکت ہے۔

امیر کا احسان: وہ دراصل وقت سے آیا ہے جسپر خیال ہے کہ حضرت امیر کو امیر بننے کی خواہش تھی سو زبان غلطی کا ارتکاب کرتی ہے۔ جو کہتی ہے کہ بعض نوجوانوں کو خلافت کی خواہش ہے۔ کیونکہ کون ہے جو اپنے آرام کو دکھ سے خوشی کو درد سے آزادی کو پابندی سے تبدیل کرنا چاہتا ہے ایک قوم کا انتظام انکی شکایات کا تصفیہ انکی غلطیوں پر دعا انکی خلاف ورزیوں اور بد اعمالیوں پر رنج کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں کسی نے تو شاید یونہی شاعرانہ ترنگ میں کہا ہو لیکن یہ مصرعہ ایک قوم کے امیر کی زبان سے نکلتا ہے تو اثر زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کہ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے"

اور حضرت امیر المومنین کا یہ ارشاد کہ مجھے اب سمجھ میں آیا ہے کہ اس منصب کا کسقدر بوجھ ہوتا ہے۔ مردر چالیس سال کی عمر کیا غضب ڈھاتی ہے۔ یہ بات ہے کہ وہ ہر وقت موت کو قریب دیکھے اس حقیقت کا آشکارا کرتا ہے۔ دراصل اسکا اصل ہے کہ امارت اور خلافت کو قبول کرے کیونکہ جیسا کہ حضرت امیر نے خلافت کی پہلی تقریر میں فرمایا "تم نے مجھے غلام بنا لیا ہے" خلیفہ دراصل قوم کا غلام ہوتا ہے۔

سیدنا محمود

سیدی محمود آں مرد عظیم — یافتہ قوت ازو دین قویم
در امور دیں اولوالعزم استاد — ہست در اسرار قرآں بس فہیم
نام او بنہاد حق فضل عمر — زیں سبب دارد بدل عزم صمیم
چوں در اخلاق کریمش بنگرم — یادم آید صاحب خلق عظیم
در نقارش ہست غفراں ہیں — اتباعش رحمت و فضل عظیم
ایں ہمہ از ہمت والاے اوست — دین حق گشتہ علی نہج قویم
جان تازہ میدہد اقوال او — زندہ از انفاس او عظم رمیم
قول او زانساں بود پر معرفت — قوتے یابد ازو قلب سقیم
از رہ علم و صلاحش نیکداں — در زمانہ نیست اینا نہ سہیم
بستہ دامان او گردی مرا — ناز بر الطاف تو رب رحیم
دائما از نخل پاکش بہرہ ور — استجب منّی دعاء یا کریم

(آمین)

تراب الاقدام - اللہ دتا - احمدی - سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول رام نگر - ضلع گوجرانوالہ

محاسب صدر انجمن پر الزام

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ پیام میں ایک ریزولیوشن پاس ہو کر چھپتا ہے۔ کہ

"اتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جبتک نتیجہ ڈیپوٹیشن سے اطلاع نہ ہو۔ اراکین انجمن ہائے احمدیہ کوئی روپیہ ارسال نہ کریں۔ اور اپنے قبضہ میں رکھیں"

اور اب محاسب صاحب کو الزام دیتے ہیں۔ کہ وہ وصیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ حالانکہ وصیت کے خلاف خود پیامی کر رہے ہیں کیونکہ خدا کا مامور تو فرماتا ہے۔ کہ انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے مگر یہ ریزولیوشن پاس کرتے ہیں۔ کہ روپیہ ارسال نہ کریں۔ اور اپنے قبضہ میں رکھیں۔ کیا حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی کہیں فرمایا۔ کہ روپیہ ارسال نکریں۔ اراکین احمدیہ اپنے قبضہ میں رکھیں۔ یا محاسب نے کہا۔ کہ روپیہ نہ بھیجو۔ اس کا کام تو روپیہ وصول کرنا ہے۔ آپ بھیجیں تو وہ بھی وصول کریگا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو جمع کرایا۔ اس کی رسید بھی شائع کر دی چونکہ...... آپنے ہتک آمیز الفاظ حضرت صاحبزادہ کے بارہ میں لکھے

اس لئے طبعاً ان کو جو جماعت کا کثیر حصہ ہیں اور جو خلیفہ ثانی کی بیعت کر چکے ہیں۔ ناگوار گذرنا تھا۔ اور اس کا نتیجہ چندہ پر پڑتا تھا۔ اس لئے محاسب نے کہا۔ کہ چندہ ضرور بھیجو۔ چونکہ بعض ممبران صدر انجمن کی ناعاقبت اندیشانہ اشتعال انگیز ہتک آمیز تحریروں سے تمہیں انجمن کو براہ راست بھیجنا ناپسند ہے تو حضرت صاحبزادہ صاحب کی معرفت بھیجدو تاکہ اطمینان رہے اور کام چلتا رہے۔ بجائے محاسب کا شکریہ ادا کرنے کے اس پر الزام دیتے ہو۔ افسوس! انجمن کے لئے سخت خطرناک تو یہ بات تھی جو آپنے کی۔ کہ اراکین انجمن ہائے احمدیہ روپیہ ہی نہ بھیجیں۔ نہ یہ کہ روپیہ بھیجو۔ خواہ اپنے مقتدا حضرت صاحبزادہ صاحب کی معرفت بھیجو

الفضل نے کوئی بہتان نہیں باندھا

الفضل میں مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے تھے۔ ۱۔ کیا خواجہ صاحب نے مولوی صدر الدین صاحب کے متعلق تار نہیں دیا۔ ۲۔ کیا اس تار کا غلط اور فرضی مضمون مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پیش نہیں کیا۔ ۳۔ کیا ماسٹر صدر الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سے ماہ زندگی کے نہیں مانگے اور کیا ماسٹر صاحب نے ساری عمر نہیں پیش کی اور پھر کہا یہ حکم نہیں تھا۔ کہ پھر دیر کیا ہے مجھی جلدی ۔ انکا جواب

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام ... صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر کیلئے شائع ہوا

پیام جنگ نام خلیفۃ المسیح نے رکھا

اب تو متواتر دفتر میں اس قسم کے خطوط وصول ہو رہے ہیں کہ پیام صلح نہیں پیام جنگ ہے مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی فراست پر حیرانی آتی ہے جنہوں نے ابتدا ہی میں اس اخبار کو پیام جنگ فرمایا۔ اور متعدد تحریروں میں لکھا۔ اس بات سے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی انکار نہیں کر سکتے اور نہ اس بات سے کہ حضور نے پیام کو اپنے نام سے بند کرا دیا اور فرمایا کہ میرے سامنے نہ لایا جائے۔ پھر بہت سے عجز و الحاح کے بعد دوبارہ حاضر کرنے کی اجازت مانگی مگر چند پرچوں کے بعد جب اس اخبار نے الفضل کی مخالفت نہ چھوڑی۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف لکھنا شروع کیا تو آپ نے اس پر لکھ دیا کہ ہمیشہ کے لئے بند کیا جاوے۔ اس کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب خادم ڈاک امیر ہیں۔ پھر آخری دم تک یہ اخبار سامنے نہیں آنے دیا ☐

ایک خلیفہ کی بیعت ضروری ہے

(الحکم نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۱۴ مورخہ ۲۸ مارچ و ۷- اپریل ۱۹۱۰ء کالم نمبر ۲ صفحہ ۷ سطر ۱۱) پھر یاد رکھو کہ میں اجتماع کو ضروری سمجھتا ہوں اجتماع پر خدا تعالیٰ کے بہت بڑے فیضان اور برکات نازل ہوتی ہیں اس لئے اس کی بہت بڑی تاکید قرآن مجید میں آئی ہے مگر یاد رکھو کہ اجتماع ہمیشہ ایک شخص پر ہی ہو سکتا ہے۔ ایک درخت کی خواہ لاکھ شاخیں ہوں ☐

قادیان میں مجمع احباب

۱۲- اپریل ۱۹۱۴ء - پنجاب و ہندوستان کی جماعتوں کے نمائندے دار الامان میں جمع ہوئے ؛

پہلے میر قاسم علی صاحب نے پیر منظور محمد صاحب کا ایک مضمون سنایا جسمیں روز روشن کیطرح ثابت کیا گیا تھا کہ مسیح موعود کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود حضرت صاحبزادہ صاحب کی ذات میں پوری ہوئی اسکے بعد سید المومنین جناب صاحبزادہ اولوالعزم پونے نو بجے کھڑے ہوئے۔ اور سوا گیارہ بجے تک جماعت کو خلیفہ اور اسکے فرائض سنائے اور دوران تقریر میں وہ وہ نکات معرفت بیان کئے۔ کہ حاضرین متفق اللفظ پکار اٹھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کو سنبھالنے کے لئے جو خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ ہر طرح اس منصب کا اہل ہے فالحمد للہ علی ذالک ؛

حضور نے فرمایا۔ کہ نبی کے چار فرائض ہیں۔ یتلوا علیہم ایٰتک ویعلمہم الکتب - والحکمۃ ویزکیہم - پس اسکے جانشین یعنی خلفاء کا بھی یہی کام ہوگا ؛ اول یہ کہ جو خلیفہ ہو وہ لوگوں کو ایسی باتیں بتائے جن سے خدا کی ہستی - ملائکہ - انبیاء اور کتب کا علم ہو۔ یعنی وہ دعوۃ الی الخیر کرے۔ کافروں کو مسلمان بنائے۔ اور جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ انکی درستی ایمان کرے۔ دوم یہ کہ ان کو شریعت کا عامل بنائے۔ سوم پھر ان اعمال صالحہ کی غرض اور حکمت بتائے تا الحاد نہ پھیلنے پائے ؛ چہارم تزکیہ نفوس جو ان تینوں کا نتیجہ ہے۔ اور یہ دعاؤں سے حاصل ہوتا ہے۔ سورۂ بقر کی ترتیب کی کلید یہی آیت ہے۔ ربنا وابعث فیہم رسولاً اسکے اخیر میں اسی لئے دعا فرمائی ؛

پھر ان ہر چہار امور کی عجیب عجیب رنگ میں تفسیر فرمائی اور بیان کیا کہ یزکیہم میں جماعت کو گمراہ ہونے سے بچا کر راہ راست پر لانا اور ان میں اطاعت اللہ پیدا کرنا۔ اور پھر تمام قسم دینی و دنیوی ترقیات شامل ہیں۔ یہانتک کہ جماعت کے کمزوروں کی خبرگیری اور زکوٰۃ و صدقہ کا انتظام بھی اس میں شامل ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت عالم باعمل قرآن و حدیث (کتاب و حکمت) پڑھانے کا انہی آیات سے تطابق کر کے دکھایا ؛

پھر ان کاموں کی تفصیل اور اپنے ارادوں کا ذکر فرمایا کہ تبلیغ کی تڑپ بچپن سے میرے دل میں ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ کم از کم ہندوستان میں کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں باقی نہ رہ جاوے جسمیں خدا کے مسیح کا بتایا ہوا اسلام نہ پہنچ جائے اور جہاں ہم نہ پہنچ سکیں۔ وہاں اپنے خیالات پہنچائیں دنیا کی تمام زبانوں میں ٹریکٹ شائع ہوں اور مبلغ بھیجے جائیں وہ مبلغ قادیان میں ایک مدرسے کے ذریعے تیار ہوں۔ جو سال میں ایک ایک ماہ کے لئے آ کر اس کام کے لئے تیار ہوں۔ یہ مبلغین و واعظین اکثر شہروں میں جا کر قیام کریں اور وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں ؛

دعاؤں کی طرف متوجہ کیا۔ اور قادیان میں آنے اور دعا کے لئے تعلق پیدا کرنے کیطرف توجہ دلائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت اقدس کی صحبتوں میں تربیت یافتہ جمع ہو کر ان کی کتابوں سے عقاید احمدیہ مرتب کر لیں۔ اور اس طرح پر تمام جماعت کا ایک عقیدہ ہو۔ اور صدقات و زکوٰۃ کا انتظام ایک خاص نظام میں لایا جائے۔ الغرض اس قسم کے تمام امور کو جماعت کے سامنے پیش کیا۔ کہ وہ باہم مشورہ کر کے تجاویز پیش کریں پھر دعاؤں کے بعد جس امر پر خدا میرا انشراح صدر کر دیگا اسپر عمل کرونگا ؛

پھر خلیفہ اور انجمن کے تعلقات پر نہایت دلآویز نکات معرفت فرمائے۔ اور ارشاد کیا۔ کہ ایک وقت میں دو نبی ہوں تو ایک کو دوسرے کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ مثلاً موسیٰ و ہارون پس خلیفہ و انجمن دو جانشین نہیں ہو سکتے۔ ایک دوسرے کے ماتحت رہے گا۔ جو یہ فرائض خلافت ادا کرنے کا اہل ہے وہی حاکم ہے ؛

شیعہ کے متعلق فرمایا کہ خلیفہ ثانی کی بیعت کرنے والوں کو شیعہ کہتے ہیں۔ حالانکہ رافضی تو وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ خلافت علیؓ کا حق تھا۔ مگر ابوبکرؓ لے گئے۔ پھر عمرؓ لے گئے۔ پھر قرطاس کا جھگڑا پیش کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے بتا دیا کہ جس کا حق تھا اسی کو ملا۔ اور پہلے شیعہ روتے تھے۔ کہ اگر قرطاس لکھا جاتا تو حق غصب نہ ہوتا۔ مگر اب خدا نے دکھا دیا کہ قرطاس لکھا ہوا بھی ہو۔ تو بھی میرا انتشار غالب ہے۔ یہ ان لوگوں کے مسلمات کی بنا پر کہا ہے۔ ورنہ میرے نزدیک تو وہ تحریر جس کا فوٹو پیش کرتے ہیں اور بارے میں ہے۔ نبی تزکیہ نفوس کے لئے آتا ہے۔ پس اس کی تیار کردہ امت ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی۔ خلافت پر جب اجماع ہو گیا تو وصیت کے یہی معنے ہیں۔ شاورھم فی الامر میں طریق حکومت بتایا ہے۔ کہ مشورہ لینے والا بھی ایک ہو۔ یہ نہیں کہ مجلس شوریٰ ہی حاکم ہو۔ پھر وہ مشورہ لینے والا اس کا پابند نہیں بلکہ مشورہ تو فیصلہ کے لئے بہت سی تجویزیں مہیا کرنے کے واسطے ہے جو ایک انسانی دماغ نہیں سوچتا نیز شوریٰ سے قوم کے افراد کو منصب خلافت کے لئے تیار کرنا اور ثواب میں شامل کرنا مقصود ہے پس لاخلافۃ الا بالمشورۃ میرا مذہب ہے۔ مگر اسکے ساتھ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ پر بھی میرا ایمان ہے۔ اور اولوالعزم تو مجھے خدا نے فرمایا۔ حضرۃ ابوبکرؓ نے جیش اسامہ کی روانگی اور زکوٰۃ کی وصولی میں صحابہ کی رائے کی قطعاً پرواہ نہ کی تھی ؛

چھوٹی عمر کا اعتراض کرتے ہیں۔ کوفہ والے ہمیشہ گورنر کے متعلق شکائتیں کر کے بدلواتے رہتے تھے۔ ابن ابی لیلی جب بھیجے گئے۔ تو ایک مجلس میں ان سے سوال کیا گیا آپ کی کیا عمر ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو تمام جلیل القدر صحابہ پر سردار بنایا تھا (اسامہؓ) اس سے دو سال بڑا ہوں اور میری عمر تو اس سے بھی سات سال بڑی ہے ؛

آیت لیستخلفنہم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسمیں خدا نے بتا دیا کہ جب خلفاء کے سب کام اللہ کریگا وہی خلیفہ بنائیگا وہی تمکین دیگا وہی خوف کو امن سے بدلیگا تو پھر لازمی طور پر وہ موحد اور میرے فرمانبردار ہونگے اور اس طرح گدی نہیں بنے گی۔ پھر اسی سلسلہ میں آپ نے موجودہ فتنہ کو فرد کرنے کی طرف احباب کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں تدبیر کریں اور جو تجاویز لکھائی تھیں وہ ظہر کے بعد مجمع احباب میں پیش ہوئیں۔ اور چند ریزولیوشن پاس ہوئے جو آیندہ اخبار میں چھپ جاوینگے۔ تقریر بھی بعد نظر ثانی مکمل چھاپی جائیگی یہ اسکے بعض حصے ہیں ...

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ ۔ ۲۸ ۔ سورۃ الحشر رکوع دوم

(۸ ۔ اپریل ۱۹۱۴ء)

بعض شریر انسان ایسے ہوتے ہیں جنھیں لوگوں کو لڑا کر تماشا دیکھنے کا شوق ہوتا ہے دو آدمیوں کو اکسا کر باہم لڑائی کرا دیتے ہیں ۔ ایک فریق سے کہتے ہیں ۔ کہ واقعی تم پر بہت بڑا ظلم ہوا ۔ تم ضرور اس سے بدلا لو ہم تمہاری مدد کرینگے ۔ لیکن جسوقت فساد ہو جائے تو پھر مددگار بننے کی بجائے ناصح بن بیٹھتے ہیں اور نصیحت کرنے لگتے ہیں کہ اچھا ہوتا تم صبر کرتے ۔ معمولی سی بات تھی ۔ خواہ مخواہ فساد کر کے بات کو بڑھا دیا ۔ لڑائی نہیں کرنی چاہیئے تھی ۔ اللہ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ جھوٹے ہوتے ہیں کیونکہ جو اقرار کرتے ہیں اس کو پورا نہیں کرتے ۔ خدا نے ان کا نام فاسق رکھا ہے ۔ ایسے لوگوں کی جماعت ہر ایک زمانہ میں ہوتی ہے ۔ رسول کریم کے وقت بھی تھی ۔ جسکی یہ غرض تھی کہ مسلمانوں اور یہودیوں کو لڑا کر کمزور کرے اور خود حکمران ہو جائے ادھر تو یہ یہودیوں کو جا کر کہتے کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرو ۔ وہ کل مل ملا کر آٹھ نو سو آدمی ہیں ان میں سے بھی ہم تین سو تمہاری مدد کے لئے نکل آئینگے ۔ اور ان کو شکست دیدینگے ۔ اور ادھر مسلمانوں سے کہتے ۔ کہ یہودی لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں ۔ انھوں نے بہت سامان جمع کر لیا ہے ان کے پاس بہت سا لشکر ہے ۔ ان کا یہ خیال تھا کہ مسلمان چونکہ تھوڑے ہیں ۔ اس لئے ان باتوں سے مرعوب ہو جاینگے ۔ اس جماعت کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا ۔ رسول کریم ایک دفعہ انکی مجلس میں تشریف لے گئے ۔ اور فرمایا ۔ کہ میں تم کو ایک بات سنانی چاہتا ہوں ۔ لیکن عبداللہ بن ابی نے اٹھ کر کہا ۔ کہ تم خود ہی چلے آتے ہو ۔ اور اپنی ہی باتیں سناتے رہتے ہو تمہیں یہاں کس نے بلایا تھا ۔ ہم تمہاری بات نہیں سنیں گے ۔ انصار کو رسول کریم کی ہتک دیکھ کر جوش آ گیا ۔ کہ یہ شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے ۔ اور رسول کریم صلعم کی بے ادبی بھی کرتا ہے ۔ لیکن آپ نے انھیں روک دیا اور فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہیں ۔ اسوقت انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ عبداللہ بن ابی کو چونکہ اہل مدینہ اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے اور آپ کے آنے سے وہ بادشاہت سے محروم ہو گیا اس لئے طیش میں یہ حرکات کرتا ہے حضور اسپر رحم فرمائیں ✣

اِخْوَانِهِمُ ۔ منافقوں کو کفار کا بھائی خدا نے قرار دیا ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ بظاہر مسلمان تھے ۔ لیکن اندر سے کافر ✣

لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ ۔ یہودیوں نے پہلے مسلمانوں سے ڈر کر عہد کیا تھا کہ وہ مدینہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن منافقوں نے انھیں کہلا بھیجا کہ تم کیوں جاتے ہو ہم تمہارا ساتھ دینگے آخر وہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے لیکن جب دنگے مقابلہ سے ہی انکے دل چھوٹ گئے اور آخر جلاوطن ہو گئے ✣

لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۔ ہم کبھی بھی تمہارے معاملہ میں کسی کی بات نہیں مانیں گے ۔ ایسے شریر آدمی جو لوگوں کو لڑائی اور فساد کے لئے اکساتے ہیں ۔ مصیبت کے وقت ہرگز ان کا ساتھ نہیں دیتے ۔ ان کا صرف زبانی ہی جمع خرچ ہوتا ہے ✣

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ اگر یہود کو جلاوطن کیا گیا ۔ تو یہ انکے ساتھ نہ نکلینگے ۔ اور اگر لڑائی کیگئی تو یہ انکی مدد نہیں کرینگے ۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ خدا تو فرماتا ہے ۔ کہ لڑائی کے وقت یہ انکی مدد نہیں کرینگے ۔ پھر یہ کیوں فرمایا کہ اگر مدد کریں تو بھاگ جائینگے خدا تعالٰے تو عالم الغیب ہے اسے جب علم تھا کہ یہ مدد نہیں کریں گے پھر یہ کیوں فرمایا کہ اگر مدد کریں تو ان کا یہ حال ہوگا ۔ اس کا یہ جواب ہے کہ یہ عبارت بوجہ شک کے نہیں بلکہ مسلمانوں کے دل مضبوط کرنیکے لئے ہے یعنے منافق کبھی یہود کا ساتھ نہ دینگے اور اگر دیں بھی تو بھی کچھ نہیں کر سکتے ۔ ہم ان کو بھی بھگا دینگے اس سے غرض مسلمانوں کو مضبوط کرنا ہے ✣

اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ مسلمانوں کو فرمایا ۔ کہ تمہارا ڈر ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہے کیونکہ یہ ایسی قوم ہے ۔ جو کچھ نہیں سمجھتی ۔ یہ تقوٰی کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ جتنا جتنا کسی کی طاقت کا علم انسان کو ہوتا ہے اسی قدر اس سے ڈرتا ہے اور جسکی حقیقت سے ناواقف ہو وہ خواہ کتنا ہی طاقتور ہو اس سے نہیں ڈرتا ۔ مثلاً ایک چور چوری کرتے وقت اگر کانسٹیبل کو دیکھ لے گو وہ اسکی طرف پیٹھ کر کے ہی کھڑا ہو ۔ تب بھی وہ چوری نہیں کرے گا ۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مجھے پکڑ لے گا ۔ بلکہ ذراسی آہٹ بھی معلوم ہو ۔ تو بھی وہ چوکنا ہو جاتا ہے ۔ کہ شائد میری طرف ہی کوئی آ رہا ہے ✣

پس جو لوگ خدا تعالٰے سے نہیں ڈرتے ۔ وہ اسی وجہ سے نہیں ڈرتے کہ اسکو سمجھتے نہیں اور اسکی معرفت انھیں حاصل نہیں ہوتی ۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہوئے کانسٹیبل سے تو چور ڈرتا ہے اور علیم و خبیر اور شدید العقاب خدا سے نہیں ڈرتا ۔ اگر لوگ یہ جانتے ہوں کہ خدا ہمارے ہر ایک گناہ کی سزا ہم کو دے گا تو وہ کبھی خدا کی نافرمانی نہ کریں ✣

قُرًى مُّحَصَّنَةٍ ۔ ایسی بستیاں جو حملوں سے محفوظ کر دیگئی ہوں ۔ انکے گرد قلعے بنا دیئے گئے ہوں یا خندقیں کھود دیگئی ہوں لشکر سے محفوظ کر دیگئی ہوں ✣

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ (۱) آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں ۔ باس سے مراد یہاں تلوار کی لڑائی نہیں بلکہ دل کے بغض اور کدورتیں ہیں ۔ (۲) جب یہ اکٹھے ہوتے ہیں تو لڑائی کے عجیب عجیب نقشے بناتے ہیں ۔ ان میں ہر ایک کہتا ہے کہ میں یوں تلوار چلاؤنگا ۔ یوں حملہ کرونگا ۔ یوں لڑونگا ۔ لیکن دل میں یہ سوچتا ہے کہ میں میدان جنگ سے کس طرح جان بچا کر بھاگوں گا ۔ زبانوں سے تو ہر ایک بات پر جمع ہو جاتے ہیں اور میدان جنگ کا خوب نقشہ کھینچتے ہیں لیکن دل میں ہر ایک کا الگ الگ منصوبہ ہوتا ہے ✣ (۳) جب کسی اور سے ان کی لڑائی ہو ۔ تب تو بہادری سے مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں انکی کیا ہستی ہے کہ ٹھہر سکیں ✣

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ان لوگوں کے اغراض متحد نہیں ہیں

سکتے۔ یہود مذہب کے لئے لڑتے ہیں یا حکومت کے لئے۔ منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو بادشاہ بنانے اور شرک پھیلانے کے لئے ۔ پس یہ بظاہر ہی تمہیں اکٹھے معلوم ہوتے ہیں۔ بہ باطن ان میں بڑا تفرقہ ہے +

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۔ ان کے تفرقہ کی وجہ یہ بیان فرمائی۔ کہ یہ بے عقل قوم ہے کیونکہ عقل اور علم کے ماتحت جو بات ہوتی ہے وہ ایک ہی ہوتی ہے خواہ مختلف پیرایوں میں ہو لیکن جو بات عقل و علم کے ماتحت نہ ہو۔ ایمیں اختلاف ہوتا ہے مثلاً انبیاء جو علم اور عقل کی بنا پر خدا تعالےٰ کو پیش کرتے ہیں وہ سب اسکی ذات کی نسبت متحد الخیال ہیں لیکن جو لوگ ظنیات پر مذہب کی بنا رکھتے ہیں ان کے خیالات متفرق ہیں۔ اور ایک بات پر قائم نہیں ہیں۔ کوئی دو کہتا ہے۔ کوئی تین۔ کوئی چار۔ کوئی پانچ۔ کوئی تیس کروڑ۔ اور کوئی ہر ایک ذرہ کو خدا کہتا ہے۔ اگر ایک مسئلہ کچھ لوگوں سے پوچھا جائے تو جو لوگ عقل سے کام لینگے ان سب کی رائے ایک ہو گی اور جو صرف وہم اور خیال سے کام لینگے وہ ادھر ادھر کی باتیں کرینگے اور سب مختلف الآراء ہونگے +

قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۔ (۱) ذاقوا قریبا جنھوں نے ابھی ابھی اپنے اعمال کا مزہ چکھا ہے یعنے بدر کے موقعہ جنکو عذاب آیا تھا۔ (۲) یا فی زمن قریبا یعنے قریب کی پہلی قوموں کو دیکھ لیتے۔ جو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ہلاک کی گئیں +

یہ مثال منافقوں کی ہے اور پہلی مثال یہود کی +

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ (۱) ہر ایک وہ چیز جو ہلاکت میں ڈالے۔ (۲) ہر ایک وہ چیز جو حق سے دُور ہو۔ یا دوسرے کو دُور کرتی ہو +

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ ۔ ہر ایک شریر آدمی مصیبت کے وقت یہی کہہ دیتا ہے کہ میں نے تم کو کب یہ کام کرنے کو کہا تھا +

اَنَّهُمَا فِي النَّارِ ۔ یہودی اور منافق دونوں آگ میں ڈالے جائیں گے۔ بدی سیکھنے اور سکھانے والے دونوں کو سزا ملے گی۔ ان میں سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ منافق یہ خیال نہ کریں کہ وہ سزا سے بچ جائیں گے +

رکوع سوم

۹۔ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ۔ ہر ایک وہ انسان جو کسی چیز کی اہمیت کو سمجھ لیتا ہے اسکے لئے پہلے ہی تیاری شروع کر دیتا ہے اور جس چیز کی اہمیت اسکے ذہن نشین نہیں ہوتی۔ اسکے لئے تیاری نہیں کرتا۔ اگر کسی کو ایک کام کے نتائج سے آگاہی ہو تو اسکے لئے پہلے ہی سے بڑی بڑی تیاریاں شروع کر دیتا ہے۔ ہر ایک طالب علم جو کہ علم کے نتائج سے واقفیت رکھتا ہے۔ وہ محنت وقت اور روپیہ صرف کر کے کئی کئی سال اپنی تیاریوں میں صرف کر دیتا ہے۔ اور بالآخر مال و دولت عزت و آبرو حاصل کر لیتا ہے لیکن جو ان فوائد سے ناواقف رہکر تیاری نہیں کرتا۔ وہ زندگی کے آنے والے دنوں میں سخت مشکلات اور تکلیفوں کا ہدف بنتا ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو یہ یقین رکھتا ہو کہ میرے نیک و بد اعمال کا بدلہ مجھے ضرور ملتا ہے وہ بدی اصلاح کی فکر میں رہتا ہے۔ مثال دیکر سمجھایا کہ دیکھو خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنے والے کسطرح ذلیل ہوتے ہیں۔ اسلئے مومنو متقی ہو جاؤ۔ ان لوگوں کو تو تم نے دیکھ لیا ہے جنھوں نے خدا کا انکار کیا تھا۔ مال و دولت عزت و آبرو۔ اور وطن سب کچھ انکے ہاتھ سے جاتا رہا +

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۔ خدا تعالےٰ متقی بننے کا یہ طریق بیان فرماتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرے کہ آج میں نے کیا کیا ہے اور کل کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ کیونکہ اگر یہ اپنے گناہوں کی پڑتال کرتا رہے گا۔ تو ان سے بچ جائے گا۔ ایک تاجر اپنے آمد و خرچ کا حساب روز کرتا ہے تو اُسے ہر روز معلوم ہو جاتا ہے کہ آج نفع ہوا ہے یا نقصان۔ اگر اسے نقصان ہو۔ تو دوسرے دن اسکی تلافی کی کوشش کرتا ہے جس سے وہ اپنے گھاٹے کو پورا کر لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ کئی سال تک حساب کی پڑتال ہی نہ کرے تو ممکن ہے کہ پڑتال کرتے وقت اُسے بہت سا نقصان معلوم ہو جسکے پورا کرنے میں وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکے گا اور آخرکار تباہ ہو جائے گا۔ ہر ایک انسان کو چاہیئے کہ ہر روز اپنے اعمال کا اندازہ کیا کرے۔ کیونکہ اگر اسے معلوم ہو گا کہ آج مجھ سے فلاں فلاں غلطیاں ہوئی ہیں۔ تو دوسرے دن وہ احتیاط کرے گا۔ اور اگر نیکیاں زیادہ ہونگی تو اس کا دل بڑھ جائے گا۔ اور دوسرے دن بہت زیادہ عمل صالح کرے گا +

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ پہلی دفعہ حکم دیا تھا کہ متقی ہو جاؤ۔ پھر تجویز بتائی کہ اس طرح ہو سکو گے پھر فرمایا کہ اب تو ہم نے تجویز بھی بتا دی ہے اب تو تقوےٰ اختیار کر لو +

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ فرمایا تمہارے اعمال ضائع نہیں ہونگے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ اور ضرور اس کا بدلہ دے گا +

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۔ جب کوئی آدمی مصیبت میں ہو تو اسکے دوستوں کا اس کو بھلا دینا یہ ہوتا ہے کہ اس کی مدد نہیں کرتے۔ جسقدر زیادہ انسان خدا کو یاد رکھتا ہے۔ اتنا ہی اپنے نفس کو بھی یاد رکھتا ہے۔ اور جتنا بھلاتا جاتا ہے۔ اتنا ہی اپنے نفس کو بھولتا ہے۔ مومن اور کافر میں یہ فرق ہے کہ مومن جب کوئی غلطی کرنے لگتا ہے تو خدا اس کو سمجھا دیتا ہے یعنی استخارہ کرتے وقت اس کام کا اچھا یا بُرا ہونا اسکے دل میں ڈال دیتا ہے۔ لیکن کافر غلطی کرنے سے بچ نہیں سکتا کیونکہ جب اسے خدا یاد ہی نہیں تو اسے اپنے نفس کی بھلائی کی طرف توجہ کیونکر ہو سکتی ہے اور اس طرح گویا اپنے آپ کو بھول جاتا ہے +

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔ مومن اس دُنیا میں بھی ہمیشہ کامیاب ہی ہوتا ہے۔ کتنی بڑی طاقت اور حکومت کیوں نہ ہو۔ مقابلہ کر کے اس کو ذلیل نہیں کر سکتی۔ دُنیا میں ہزاروں ہزار نبی اور رسول آئے اور ہمیشہ ان کا مقابلہ کرنے والے ذلیل اور خوار ہوتے رہے۔ اس زمانہ میں ہی دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن لوگوں نے مخالفت کی وہ ذلیل ہو گئے ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت میں نے سُنا ہے کہ اسکی بہت بڑی عزت کی جاتی تھی۔ جب وہ لاہور میں جایا کرتا تھا۔ تو ہندو دکاندار بھی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے لیکن اب میں نے اپنی آنکھوں سے اسکو دیکھا ہے کہ اسٹیشن سے خود بوجھ اُٹھائے جا رہا تھا۔ اور اس کو کوئی پوچھتا تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ دُنیا میں ہی اپنے بندوں کو کامیاب اور ان کے مخالفوں کو ذلیل کر کے دکھا دیتا ہے۔ دُنیا میں بادشاہت ملنے کو ہی کامیابی نہیں کہتے بلکہ دشمن جس رنگ سے نبی کا مقابلہ کرتا ہے۔ اسی رنگ میں ذلیل کیا جاتا ہے۔ تلوار کے وقت تلوار سے اور قلم کے وقت قلم سے نبیوں کو کامیابی حاصل ہوتی ہے +

چند غور طلب امور

۱۔ الوصیت میں کہیں بھی یہ تحریر موجود نہیں جس میں صرف غیر احمدیوں سے بیعت لینے کے لئے ایک ہی وقت میں کئی ایک خلفاء کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ اور الوصیت کی یہ عبارت

"پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے۔ کہ وہ اس بات کے لائق ہے۔ کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیوے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیئے۔ کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے۔"

صاف اور صریح ایک وقت میں ایک ہی شخص ثابت کرتی ہے۔ الفاظ۔ جس شخص۔ وہ۔ وہ۔ وہ صاف ایک شخص کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ہاں۔ اگر یہ عبارت ہوتی۔ کہ جس جس یا جن اشخاص کی نسبت مختلف جگہوں میں چالیس مومن اتفاق کریں گے۔ وہ اس بات کے لائق ہونگے۔ کہ لوگوں سے بیعت لیویں۔ تو معاملہ بالکل صاف تھا۔ مگر حضرت اقدس کا ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا کہہ کر پہلے لکھکر پھر نفس واحد کی طرف رجوع کرنا ثابت کر رہا ہے۔ کہ لوگوں سے مراد ایک ہی وقت میں دو تین اشخاص نہیں ہو سکتے۔ بلکہ زمانہ کے لحاظ سے باعتبار یکے بعد دیگرے ہونے کے لوگوں کا لفظ بصیغہ جمع استعمال کیا گیا ہے۔ اور دوسرے یہ عبارت

"کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیوے"۔ سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ صرف غیر احمدیوں سے بیعت لیوے کیا لوگوں کے زمرہ میں احمدی شریک نہیں۔ اسی سطر میں شروع ہی میں الفاظ ایسے لوگوں موجود ہیں جس سے صاف احمدیوں سے ہی مراد ہے۔

۲۔ الوصیت صفحہ ۱۸ مطبوعہ ۹۔ جولائی ۱۹۰۶ء سطر ۱۸ میں یہ عبارت درج ہے۔

"اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جاوے۔ تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے" ان کا بھی یہی فرض ہوگا۔ کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں۔"

اس عبارت میں الفاظ "بھی" اور "حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ" قابل غور ہیں۔ کیونکہ اس سے صاف اور صریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ انجمن یا موجودہ انجمن کے جانشین سلسلہ احمدیہ کی ہدایات کے ماتحت کام کرتا ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ من حیثیت المجموعی ایک امام کے ماتحت ہونی لازمی ہے ورنہ وہ جماعت یا سلسلہ نہیں کہلا سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ انجمن کا مطاع ہدایت سلسلہ احمدیہ اور سلسلہ احمدیہ کی ہدایات دینے والا مسیح موعود یا اس کا خلیفہ ہے۔ پس مسیح موعود کے بعد اس کا خلیفہ بدرجۂ اولیٰ مطاع انجمن ہے۔ کیونکہ انجمن بھی تو آخر سلسلہ احمدیہ میں ہی داخل ہے۔

۳۔ یہ امر قابل تصفیہ ہے۔ کہ وہ تمام غیر احمدی جو کہ کسی منتخب شدہ خلیفہ کے ہاتھ پر مختلف جگہوں میں بیعت کریں۔ ان کی بیعت کیسی بیعت ہوگی۔ آیا بیعت کنندگان اس خلیفہ کو اپنا پیر مانیں گے۔ یا کچھ اور۔ اور آیا ان بیعت کنندگان کو اپنے پیر کے احکامات کی پیروی کرنی لازمی ہوگی۔ یا نہیں۔ یا .... وہ دوسرے احمدیوں کی طرح آزاد ہونگے۔

۴۔ حضرت اقدس شریعت اسلام کو منسوخ کرنے نہیں آئے تھے۔ بلکہ تازہ کرنے آئے تھے۔ مگر ہمارے دوست ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کو شریعت اسلام کا ناسخ یا خلاف ورزی کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ احادیث میں صاف درج ہے۔ کہ ایک وقت میں دو خلیفے نہیں ہو سکتے اگر دو خلیفے ہوں۔ تو ایک کو قتل کر دینا چاہیئے۔

اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منهما۔ ...

(مسلم) اس امر کے لئے شاہد ہے۔ مزید براں میں بدر مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء نمبر ۵۱۔ ۵۲۔ جلد ۹ صفحہ ۱۵۔ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرتا ہوں۔ جس میں ایک شخص کے سوالوں کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔

ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ اس کے متعلق احادیث مشکوٰۃ میں موجود ہیں۔

اب چاہو۔ تو نبی کریم مسیح موعود۔ خلیفۃ المسیح کی مانو اور چاہو۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی مان لو!

۵۔ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ تجدید بیعت کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے میں مندرجہ بالا حوالہ بدر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔

"تجدید بیعت کیا۔ ہر وقت ایمان کی بھی تجدید کرنی چاہیئے جددوا ایمانی بقولی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اب چاہو۔ تو خلیفۃ المسیح کی مان لو۔ اور چاہو۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی مان لو!

۶۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے بعد خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں۔ بلکہ یہ چل بھی نہیں سکتا" اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود اپنی الوصیت میں فرماتے ہیں۔

"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا......

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے...... سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے...... تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

اب خدارا انصاف کرو۔ کہ حضرت مسیح موعود نے حضرت ابوبکر کو رسول کریم کے بعد آنے والی قدرت ثانیہ قرار دیکر قدرت ثانیہ کے سمجھانے کیلئے مثال دیدی ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ قدرت ثانیہ سے مراد آپ کے بعد کے خلفاء ہیں۔ جن کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

اب چاہو مولوی محمد علی کی بات مان کر حضرت مسیح موعود کی ایسی صریح عبارت "اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے" کی تکذیب کر کے خدا کی سنت قدیمہ کو ترک کرنے والے ٹھہرو۔ یا حضرت مسیح موعود کو اپنا حکم مانو!

۷۔ مولوی محمد علی صاحب یہ شائع کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے بعد کسی فرد واحد کی اطاعت ضروری نہیں۔ بلکہ اصلی جانشین اور ساری قوم کا اصلی مطاع صدر انجمن ہے ...... اس کے مقابل حضرت اقدس کی سن لو۔

"اور چاہیئے۔ کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ تمام روحوں کو جو زمین کی مختلف آبادیوں میں آباد ہیں ..... کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خداوند تعالیٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔"

اس عبارت کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس بیعت لینے والوں کے وہ کام سپرد کرتے ہیں جو حضو

کہ اپنے آنے کا مقصد تھا۔ پس جب بیعت لینے والوں کے وہ کام سپرد ہوا جس کے لئے حضرۃ اقدس بھیجے گئے تھے۔ تو وہی حضرۃ مسیح موعود کے اصل جانشین اور جماعت کے اصلی مطاع ہوئے نہ کہ انجمن۔ حضرت اقدس نے یہ قطعاً کہیں نہیں لکھا۔ کہ میں صرف روپیہ جمع کرنے اور ان کے حسابات رکھنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ پس آپ نے انجمن کے سپرد تو وہ کام کیا۔ جس کے لئے وہ بھیجے نہیں گئے تھے۔ اور جس مقصد کیلئے آپ بھیجے گئے تھے۔ اس کا انصرام ان بیعت لینے والوں کے سپرد کیا۔ پس خدا کا خوف کرو۔ حضرت مسیح موعود تو بیعت لینے والوں کو اپنا اصلی اور حقیقی جانشین اور آپ کے بعد جماعت کا اصل مطاع پیش کریں۔ مگر مولوی صاحب ہیں۔ کہ انجمن کو حضرت اقدس کی اصلی جانشین پیش کر رہے ہیں۔ اب چاہو۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود کو مانو۔ اور اس کے الفاظ کی عزت کرو۔ اور چاہو۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی مانکر مسیح کی الوصیت کی مخالفت کرو۔

۸۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲ پر یہ عبارت قابل غور ہے۔

کہ "یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا۔ جو اس کا **جانشین** ہوگا۔"

اس میں "ایک" اور "جانشین" کے الفاظ قابل غور ہیں۔ اب خدارا فرماویں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرۃ مسیح موعود کے بعد کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت لازمی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی فرد واحد جانشین ہو سکتا ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ اب چاہو۔ تو نبی کریم کی پیشگوئی جس کو مسیح موعود نے اپنے ایک لڑکے کو پھر اپنی جانشینی سے تعبیر کیا ہے۔ اس کو مان لو۔ یا چاہو۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی مان کر اپنی گمراہی کا سامان خود پیدا کر لو۔

خاکسار۔ محمد سعید احمدی۔ سوداگر۔ لاہور۔

واجب الاظہار

ان بھائیوں کی خدمت میں جو صاحبزادہ صاحب کی خلافت کے ماننے والے نہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ذرا غور سے پڑھیں۔ اور وہ یہ ہے۔ آپ الوصیت کی پیشگوئی پر ذرا غور فرماویں۔ جو کہ اپنی اولاد کے واسطے کی ہے

الوصیت صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر درج ہے۔

خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا۔ اور بہت لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے۔ کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے۔ کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کیوجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔

اس پیشگوئی کی عبارت میں کچھ باتیں قابل غور ہیں۔ اول تیری جماعت کے لئے تیری ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا۔ لفظ **ذریت** سے مراد اولاد ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہمکو خدا نے ایک دعا سکھائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین یعنی اے خدا ہمکو نیک ازواج دے۔ اور نیک اولاد۔ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت صاحب کا خیال اپنی اولاد کی طرف ہے۔ اب بتاؤ۔ کہ حضرۃ صاحبزادہ صاحب **محمود احمد** علیہ السلام حضرت صاحب کی اولاد ہیں یا نہیں۔

دوسرا لفظ خدا اس کو خود قائم کریگا۔ تو صدر انجمن کے کیا اختیار ہے۔ کہ وہ حضرت صاحب کی اولاد کو قائم کرے۔ اور اگر کہیں وصیت میں لکھا ہے۔ کہ میری اولاد کو بھی صدر انجمن امیر یا خلیفہ مقرر کریگی۔ تو وہ وصیت پیش کریں۔ اور یاد رکھو۔ کہ آپ کبھی بھی نہ دکھا سکو گے۔ تو پھر اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت صاحب کی اولاد کو خدا نے خلیفہ قائم کیا ہے۔ کیونکہ اگر تم تمام لوگ حضرت صاحب کی اولاد کو امیر یا خلیفہ مقرر کرتے تو الوصیت کی پیشگوئی غلط ٹھہرتی۔ اسواسطے آپکی تمام کوشش اکارت جاتی تھی۔ اور اکارت گئی۔ پس تم خوش ہو۔ کہ حضرت صاحب کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ دوسرا اس میں یہ بھید ہے کہ جماعت اس کو گرانا چاہیگی۔ لیکن خدا اس کو گرنے نہیں دیگا اور اس کو قائم کریگا۔

پھر فرمایا۔ کہ خدا کی وحی سے وہ مخصوص ہوگا۔ مخصوص ہونیکا بھی ایک وقت مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔ تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے۔ اور قبل از وقت ممکن ہے۔ کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔

تمہیں یاد رہے۔ یعنی تم بھول نہ جانا۔ کہ اس کے وقت کے آنے سے پہلے ہی اس پر جرح کرو۔ کہ تم کو کہاں وحی ہوتی ہے تمکو روح القدس سے کہاں تائید ملی ہے تمکو خدا نے کہاں الہام کیا ہے۔ جیسا کہ اب ہمارے بھائی داویلا **پیغام** میں چھاپ رہے ہیں۔ مسیح موعود تو فرماتے ہیں۔ کہ قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ جیسا کہ ڈاکٹر بشارت احمد اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں۔ جس میں یہی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب میں علم و فضل و تقویٰ و طہارت نہیں یہ ایک معمولی انسان ہے اور اسی طرح ہر ایک صاحبزادہ صاحب کے نہ ماننے والوں کا اعتقاد ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمام باتیں بھول جانی تھیں جس واسطے حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ **تمہیں یاد رہے**۔

پھر فرماتے ہیں "یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کیوجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔"

دھوکہ دینے والا لفظ بھی کیسا صادق پایا گیا۔ آپ لوگوں نے اشتہاروں اور **پیغام** میں مضمون نگاروں نے کیا کیا حاشیہ چڑھائے۔ کہ صاحبزادہ صاحب غضب سے خلافت پر بیٹھا پہلے ہی تمنا تھی۔ اور آئندہ واسطے اس کے دل میں بچی ہوئی تھی۔ بلکہ اسی فکر میں رہتا تھا۔ اس واسطے انجمن انصار اللہ قایم کی گئی وغیرہ وغیرہ صاحبزادہ صاحب کو تو خدا تعالیٰ نے ان الزاموں سے بری کر دیا ہے اور آپ لوگ ہی دھوکے میں رہے۔ اور لوگوں کو بھی اشتہاروں اور مضمونوں کے ذریعہ دھوکہ میں ڈالا۔

پھر آگے فرماتے ہیں۔ کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ لڑکا چھوٹی عمر کا ہی خلافت پر کھڑا ہوگا۔ اور اس کے بعد وہ کامل انسان بنے گا۔ یعنی وہ وحی الٰہی سے مخصوص ہوگا۔ اور خدا کا قرب حاصل کریگا۔ لیکن پہلے اپنی جماعت میں سے مخالفت کی باتیں سننا خلیفہ کو ضروری ہونگی۔ یعنی احمدی جماعت سے بعض کہیں گے کہ ذریت سے مراد آئندہ زمانہ میں حضرت اقدس کی نسل سے کوئی لڑکا ہوگا۔ اور اس بچہ کی خلافت پر بیٹھنے سے احمدی جماعت کے چند ممبر روک ہوں۔ اور اس کے گرانے کی فکر اور کوشش کریں۔ بعض دھوکہ دینے والے خیالات ان کی آنکھوں کے سامنے آجاویں۔ اور کئی کئی قسم کے ان کے ماتھے عیب لگائے جاویں۔ جب ان تمام باتوں کا چند احمدی ممبر ظہور کرینگے اس کے بعد وہ کامل انسان بنیگا۔ یعنی وحی الٰہی سے مخصوص ہوگا جیسا کہ پیشگوئی سے ثابت ہے۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوگا اور پھر دوسری پیشگوئی کہ **محمود احمد** اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا۔ جب تک مخالفت نہ ہو۔ تو محمود احمد کس طرح سے اولوالعزم نکلے۔

بلکہ ڈاکٹر بشارت احمد نے تو اولو العزم کے بسے پوپ ایکشن اور رومن کیتھولک اور ہیٹر جال وغیرہ وغیرہ الفاظوں سے یاد کیا۔ انھوں نے توب حضرت اقدس کے بیٹے اولو العزم کی عزت کی۔ شاباش! شاباش!! شاباش!!!

اب محمود احمد اولو العزم ثابت ہو گیا۔ اور اسی طرح ترقی کرتا کرتا انشاء اللہ تمام جہان پر اولو العزم ثابت ہو جاویگا اس کے ذریعہ حق ترقی کریگا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔

میں نے یہ چند سطور محض ہمدردی کے ساتھ اپنے پیارے بھائیوں کی خدمت میں جو کہ صاحبزادہ صاحب کا انکار کر رہے ہیں لکھی ہیں۔ شائد خدا کے فضل سے موجب رہبر ہوں

اے خدا! تو ہمارے بھائیوں کے دلوں کو نرم کر۔ آمین

خاکسار بستری۔ احمد الدین۔ احمدی سکرٹری۔ انجمن احمدیہ (بھیرہ)

چند شبہات کا رد

۱۔ یہ سنت اللہ ہے۔ کہ خلافت کے وقت اختلاف پڑے اور لوگ آزمائے جائیں۔ کیونکہ خلیفہ اپنے مامور کا ظل ہوتا ہے

۲۔ یہ لوگ قرآن و حدیث سے پورے واقف نہیں مثلاً مولوی محمد علی صاحب ہی کو لو۔ کہ آیت قل اللہ ثم ذرھم کے معنے مولوی صاحب نے یہ کئے ہیں۔ کہ اللہ سنوا کر ان کو چھوڑ دو۔ کیسے غلط ہیں۔ اور جب ان معنوں پر کسی نے اعتراض کیا ہے تو جناب پیغام صلح ۲۴ - مارچ ۱۹۱۴ء میں یوں فرماتے ہیں "یہ معنے میرے نہیں۔ بعینہ حضرت خلیفۃ المسیح رض کے الفاظ ہیں۔ یہ اخبار وہ ہے۔ جس کو خلیفہ اول پیغام جنگ کہا کرتے تھے۔ یا صرف پیغام۔

اب ہم ناظرین کو بتلاتے ہیں۔ کہ نہ یہ معنے درست ہیں اور نہ یہ حضرت خلیفہ اول کے معنے ہیں۔ بلکہ جو حضرت مولانا صاحب امیر المومنین خلیفہ اول کے معنے صحیح اور یقینی ہیں۔ وہ اخبار بدر نمبر ۴۵ مورخہ ۹ - ستمبر ۱۹۱۰ء میں یوں درج ہیں کلام امیر فرمایا۔ قل اللہ ثم ذرھم کے یہ معنے نہیں۔ کہ اللہ اللہ کرتے رہو۔ کیونکہ محض اللہ اللہ ہماری شریعت اسلامی میں ثابت نہیں بلکہ یہ تو جواب ہے۔ من انزل اللہ کا۔ کہ یہ کتاب کس نے اتاری۔ تو کہ اللہ نے۔

۳۔ تیسرا شبہ ان کو یہ پڑتا ہے کہ جناب مسیح اسرائیلی کے بعد سلسلہ خلفاء شروع نہ تھا۔ بلکہ انجمن کام کرتی رہی ہے۔ تو اس کا ثبوت یہ دیتے ہیں۔ کہ تاریخ شہادت نہیں دیتی۔ حالانکہ عدم علم شئے سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ مثلاً مسیح کا تینتیس سالہ بعد کی زندگی یعنی بعد واقعہ صلیب کے حالات سے تاریخ ساکت ہے۔ تو خلفاء کا کیا ذکر کرے۔ تو جیسا تاریخ کا سکوت انہی کے وجود کی نفی نہیں کرتا۔ ایسا ہی اس کے خلفا پر بھی کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ کیونکہ مسیح کی طبعی موت کے بعد سلسلہ خلافت چلا ہوگا ہاں البتہ لفظ من قبلہم سے مراد یہود نصاری دونوں ہیں۔ وجہ تخصیص یہود نا معلوم نیز ہمارے مسیح موعود علیہ السلام بروز محمد بھی تھے۔ اس لحاظ سے بھی آپکا سلسلہ خلافت جمالی رنگ میں جاری ہونا ضروری ہے نیز نبی کریم خاتم النبیین ہیں اور آپ مسیح موعود خاتم الخلفاء۔ تو جیسا وہاں نبی کریم صلعم کے ماتحت نبی آسکتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے مسیح موعود کے بعد اور ماتحت خلفاء آسکتے ہیں۔ نہ مخالفین سلسلہ کی طرح خاتم الخلفاء کے وہ معنے کئے جاویں۔ جو وہ لوگ خاتم النبیین کے کرتے ہیں۔

۴۔ چوتھا شبہ ان لوگوں کو یہ پڑا ہوا ہے۔ کہ خلفاء اربعہ کی خلافت صرف انتظام ملکی کے لئے تھی۔ مگر یہ شبہ بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ جب الفاظ حدیث پر غور کی جاوے۔ مثلاً قال رسول اللہ صلعم خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء رواہ ابوداؤد اگر یہ بیعت صرف انتظام ملکی کے لئے ہوتی۔ تو خلافت کے مقابل ملک کا لفظ کیوں آتا۔ اور تیس سال کی قید کیوں ہوتی۔ حالانکہ بنو امیہ بھی ملکی بیعت لیتے رہے ہے۔

۵۔ پانچواں شبہ اس پر یہ وارد کرتے ہیں کہ لیستخلفنہم میں خلافت کا ذکر لام و نون تاکید سے کیا گیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ تیس برس ہی خلافت رہے۔ مگر یاد رہے کہ یہاں مدت کمال خلافت یعنی جلالی جمالی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد وجود کی نفی نہیں۔ کیا عباد الرحمن الذین یمشون کے آخری رکوع سورہ فرقان والے مومنین کے سوا جس قدر مخلوق ہے۔ وہ خدا کی نہیں۔ بلکہ اور کسی کی ہے۔

۶۔ چھٹا شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ آیت استخلاف خلفاء ماموریں کے لئے ہے نہ کہ خلفاء بلا ماموریں کے لئے۔ میں اس کے جواب میں حضرت خلیفہ اول کی اصل عبارت نقل کر دیتا ہوں۔ "ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔ سورہ نور میں آیت خلافت کے بعد اللہ تعالے منکران خلافت کو فاسق قرار دیتا ہے۔ بدر ۲۹ - جولائی ۱۹۰۹ء یہ جواب ہے کہ "اب اس وقت جناب کے ہاتھ پر بیعت کرنی کیوں ضروری ہے"

۷۔ ساتواں شبہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ الوصیت سے متعدد شخص بیعت لینے والے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ہم نے خود زبانی حضرت مسیح موعود سے سنا تھا۔ کہ اگر گاؤں گاؤں میں خلیفہ ہو جائیگا۔ تو آپ کا کیا ہرج ہے۔ اس کا اول جواب تو یہی کافی ہے۔ کہ رسالہ الوصیت کے سمجھنے والے ہم سب سے زیادہ خلیفہ اول تھے۔ اور انہوں نے ۶ سال خلافت کر کے بتلا دیا۔ کہ رسالہ الوصیت کے یہ معنے ہیں۔ اور پھر صدر انجمن نے بوقت خلافت اولیٰ سب جماعت کیطرف خط لکھ کر بیعت کرنی ضروری بتلائی۔ دوم یہ عرض ہے۔ کہ یہ زبانی بات حضرت نے فرمائی ہی نہیں ہوگی۔ ورنہ تحریر میں اور عام اشاعت میں کیوں نہ آئی۔ مگر ہم حسن ظنی سے کام لیتے ہیں۔ تب بھی مطلب متعدد بیعت لینے والے نہیں سمجھے جاتے۔ جیسا کہ نبی کریم صلعم نے سائل کے سوال پر کہ جب برس دن کا ایک روز ہوگا۔ تو ایک دن رات کی نماز کافی ہوگی۔ آپ صلعم نے اُس کی سمجھ کے موافق جواب دیدیا تھا۔ کہ نہ بلکہ اندازہ سے برس کی نمازیں ادا کرنا۔ اس سے بظاہر تو برس کا دن ثابت ہوتا ہے۔ مگر نہ وہاں برس کا دن وقوع میں آیا۔ اور نہ یہاں متعدد خلیفہ ہوئے تھی۔ یہ آپ لوگوں کی سمجھ پر جواب دیا گیا تھا۔

۸۔ آٹھواں شبہ یہ الفاظ پڑھنے سے کرتے ہیں "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی انجمن" مگر ان لفظوں کو خلافت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ انجمن کی علت غائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے "اسی صورت میں ایک انجمن چاہیئے۔ کہ ایسی آمدنی کا روپیہ یعنی صرف وصایا کا روپیہ نہ کہ لنگر خانہ مدرسہ وغیرہ کا جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہیگا اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں" الوصیت۔ مگر ہم تعجب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ کے متعلق بھی کثرت رائے بیعت والوں کی طرف ہی ہے۔ مگر یہ لوگ کثرت رائے کو بھی نہیں مانتے۔

۹۔ نواں شبہ ان کو یہ لگا ہوا ہے کہ کچھ مسائل جن میں مسئلہ کفر اسلام اور غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت خلیفہ اول نے عام اشاعت کے برخلاف بیان کئے ہوئے ہیں اور اس طرح مولوی صاحب معذور سمجھے جاتے ہیں مگر یاد رہے۔ کہ فتوی میں اشاعت شدہ امور کام آتے ہیں۔ دوسرے مخصوص شخص ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص رمضان میں دن کو عورت سے جماع کر کے نبی کریم صلعم کے بیت المال سے کھجوریں گھر لے آیا تھا۔ تو کیا وہ بھی لوگوں کو اس بات پر مجبور کرتا پھرتا۔ کہ رمضان میں دن کو عورت سے جماع کر کے بیت المال سے

مجبوریں لاتا مسنون لمرادریہی کفارہ ہے۔ نہیں بلکہ یہ بات اس کے ساتھ مخصوص تھی۔

۱۰۔ دسواں شبہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اہل بیت سے محبت کرنیوالے شیعہ تھے۔ ہم کہتے ہیں۔ خلافت عمر رضہ کے منکر کون تھے۔ حضرت علی رضہ کو خلافت سے معزول کرنیوالے کون تھے۔ ان دونوں پہلوؤں سے بیعت کرنیوالے ہرگز رافضی شیعہ یا خارجی نہیں بن سکتے۔ فتدبروا

۱۱۔ گیارہواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ شوریٰ سے ہونا تھا۔ بلکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ یہ فعل خدا کا ہے۔ اور یہی مذہب اپنا حضرت مولانا صاحب خلیفہ اول ۶ سال متواتر بیان کرتے رہے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے واسطے آپ لوگ تقویٰ سے کام لو۔ انجمن روحانی ترقی کیلئے کچھ چیز نہیں۔ اور نہ اس کی حالت خود تقویٰ کی ہو سکتی ہے۔ جب تک کہ ایک مطاع خلیفہ کے ماتحت نہ ہو۔ کیا دوسری انجمنیں آپنے نہیں دیکھیں۔ اور اس انجمن کے جنرل سیکرٹری کا قول قل اللّٰہ ثم ذرھم سے نہیں معلوم ہوا۔ یہ سب کچھ عدم بیعت کا نتیجہ ہے۔ پھر میں آپ لوگوں سے عرض کرتا ہوں۔ کہ ان لوگوں کا رکنا ماتحت سنت اللہ ہے۔ ان میں سعید روحیں ضرور واپس آجائینگی۔ صرف چند روزہ ابتلا ہے پس جو مطاع خلیفہ بننا تھا۔ اور جس کو خدا نے بنانا تھا۔ وہ دو ہزار موجودہ انسانوں کی فطرت نے محسوس کر کے اس کی بیعت کر لی۔ اگر آپ لوگ بھی وہاں ہوتے۔ تو خدائی کرشمہ دیکھ لیتے اور ضرور بیعت کر لیتے۔ فقط۔ والسلام

خاکسار۔ محمد ابراہیم بقاپوری۔ سکرٹری انجمن احمدیہ
نمبر ۹۹۔ شمالی۔ علاقہ سرگودھا

لاہوری پیام پر نظر

منکران خلافت کی حرکات مذبوحی دیکھ دیکھ کر تعجب آتا ہے۔ کہ یہ لوگ کب تک صداقت کا انکار کرتے چلے جائیں گے۔ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح پر امر تمنا تصرفیہ کا مدار رکھا جب ہم نے ان کے فتاویٰ سے انہیں سب کچھ دکھا دیا۔ تو کہنے لگے۔ الوصیت کو مانیں گے۔ ہم نے کہا۔ بہت اچھا صاحب یوں ہی سہی اب پوچھا گیا۔ کہ صدر انجمن کے تمام ممبران نے ایک امر پر اجماع کیا۔ اور ایک اعلان قوم کے لئے شائع کر دیا۔ کہ مطابق فرمان و وصیت حضرت مسیح موعود ایک خلیفہ مقرر کر دیا۔ اسکی سب بیعت کرو۔ اب سوال یہ ہے۔ وصیت میں وہ فرمان کہاں ہے جس کے مطابق آپنے مولانا نورالدین رضہ کو خلیفہ بنایا۔ اسکا جواب بعض لوگوں نے ڈھٹائی سے یہ دیا۔ کہ وصیت کے خلاف تو نہیں۔ تو کیا خلیفہ ثانی کی خلافت الوصیت کے خلاف ہے۔ پھر جب تم یہ فقرہ کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ بار بار پیش کرتے ہو۔ تو جو تم معنے کرتے ہو۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے تو پھر کسی اور کو جانشین بنانا وصیت کے خلاف ہے۔ پس پھر وصیت کے خلاف کیوں کیا۔ یہ سب آپکے مسلمات کی بنا پر ہے۔ ورنہ ہم تو جانشین کے معنے ہی نہیں سمجھتے۔ اور ایک خلیفہ کا تقرر وصیت ہی سے مانتے ہیں پھر ہم کہتے ہیں جسکو تم لوگوں نے خلیفۃ المسیح مانا۔ اس کے عقائد پر ہی فیصلہ کر لو۔ کہ وہ الوصیت کے معنے کیا سمجھتا تھا۔ پھر اجماع بھی دلائل اربعہ میں سے ایک دلیل ہے۔ چنانچہ آجتک اجماع اہل سنت و جماعت میں مسلم ہے اور اسی بنا پر حضرت ابوبکر کی تقریر سے ہم وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع ثابت اور اپنے مخالف پر لا تجتمع امتی علی الضلالۃ (میری امت ضلالت پر جمع نہیں ہوگی) سے حجت قائم کیا کرتے ہیں۔ سو یہ دلیل اب آپکے لئے ہے۔ کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد تمام صحابہ مسیح موعود نے اس بات پر اجماع کر لیا۔ کہ خلیفہ ایک ہونا چاہئے۔ اور کہ وہ قوم و انجمن کا مطاع ہو۔ اور اس کی بیعت بڑے اور چھوٹے بھی کریں۔ اور تعجب ہے جب یہ فیصلہ آپ لوگوں نے کیا تھا۔ تو اس وقت آپکو وہ روایت بھی یاد تھی۔ جو اب حضرت اقدس سے بیان کرتے ہو۔ کہ کاش میں بگاڑ دوں خلیفہ ہو اور وہ الفاظ بھی یاد تھے۔ جو انجمن ناظم (یہ انجمن ٹوٹ چکی ہے) کے ممبروں کے استعفا دینے پر آپنے لکھ کر دی تھی جس کا ایک فقرہ یہ ہے۔ اور کثرت رائے جس امر میں ہو جائے تو وہ امر صحیح سمجھنا چاہئے۔ پس آپنے اس وقت کیوں قوم کو خلافت کی طرف بلایا۔ اور پھر ہم نے آپ سے کہا۔ کہ چلو کثرت رائے پر ہی فیصلہ کر لو۔ مگر اب کہتے ہو کہ باقاعدہ یہ معاملہ پیش نہیں ہوا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ پہلے انجمن جائے پھر باقاعدہ اجلاس میں پیش ہو۔ تب فیصلہ مانا جائیگا جس وقت صدر انجمن کی طرف سے اعلان شائع کیا تھا۔ تو کیا اس وقت باقاعدہ اجلاس کے ذریعہ ایسا کیا تھا۔ پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ چلو چشم ما روشن دل ما شاد۔ باقاعدہ معاملہ کو پیش کر کے دیکھ لو۔ اور انجمن کے فیصلہ پر کاربند ہو جاؤ۔ ہم آپکو اللہ کی قسم دیتے ہیں۔ کہ اگر ہمت ہے تو خلافت کے معاملہ کو انجمن میں پیش کر کے دیکھ لو لیکن ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ تم کبھی نہیں ایسا کرو گے۔ اور باوجود اس فقرے کے پڑھنے اور اس کا فوٹو شائع کرنے کے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ انجمن میرے خلاف منشاء ہرگز نہیں کریگی۔

انجمن کے فیصلہ سے پہلے انکار کرنے والے بھی تم ہی لوگ ہو۔ کیا حضرت اقدس یہ تحریر بھی لکھ کر دیگئے ہیں۔ کہ قرایت دار ادنیٰ کی نہ ماننا۔ یا کثرت رائے سے مراد صرف تین چار لاہوری ممبروں کی رائے ہے۔

اور یہ جو آپنے کہا۔ کہ انجمن وہ فیصلہ تو نہیں کر سکتی جس سے اس کی اپنی جڑھ کٹے۔ تو جناب من! اس سے اگر جڑھ کٹتی ہے۔ تو یہ جڑھ ۶ سال سے کٹ چکی ہے کیونکہ خود تم سب لوگوں نے ایک شخص کے فیصلہ کو تمام انجمن کی رائے کے مقابل میں ہی رکھا واقعات نے بتا دیا۔ کہ اس طرح پر انجمن بجائے نیست ہو نیکے ترقی کرتی ہے۔ تو اب کیوں دوسری راہ پر قوم کو ڈالتے ہو۔

پھر یہ کہنا اور بھی تعجب انگیز ہے۔ کہ اس وقت تو تمام قوم نے اجماع کر لیا تھا۔ اب جماعت کا بہت حصہ آپکو اس امر کے لئے پسند نہیں کرتا۔ یہ بہت حصہ اس سلسلہ کا فریب ہے یعنی ایک سیاہ جھوٹ ہے جو پیام کے حصہ میں آیا ہے۔ کیا آپ اس معیار پر فیصلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اگر ہمت ہے تو آؤ مقابلہ اور فیصلہ کر لو۔ کہ جماعت کا کثیر حصہ بلکہ نوے فیصدی حصہ کس طرف ہے۔ ہماری طرف یا آپ کی طرف۔

غرض خدا تعالیٰ نے ہر طرح پر اتمام حجت کیا ہے۔ فیصلہ کی کوئی ایسی جائز صورت نہیں۔ جس کی طرف تم آؤ۔ اور ہماری فتح نہ ہو۔ جب تمام جماعت کے عقائد متحد تھے اور اس وقت ایک خلیفہ کے ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی ضرورت تھی۔ تو اب بصورت اختلاف تو اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ کہ ہماری نزاعوں کا ایک منتہا ہو تا شیرازہ بندھا رہے۔

قسم کھانے سے انکار یعنی غلط بیانی کا اقرار

چونکہ پیامیوں کی طرف سے افترا پر افترا ہو رہے تھے۔ اور اس لئے ہم نے ان سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ قسم کھا کر جو مؤکد بہ وعید لعنت اللّٰہ علی الکاذبین ہو حقیقت حال بیان کریں۔ اگر وہ سچے تھے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہ تھا۔ مگر اب وہ کہتے ہیں کہ مباہلہ جائز نہیں ابھی مباہلہ کیلئے کس نے بلایا اور شرائط کس نے تجویز کیں۔ صرف قسموں کیلئے کہا ہے۔ آپ جھوٹے نہیں تو پھر گھبراتے کیوں ہیں۔ صرف تعلیم یافتہ کے لئے تو یہی ہے کہ ہمارا اور تمہارا معاملہ۔ اگر آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی کتب پڑھی ہوتیں۔ تو کبھی یہ اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ حضور نے خود احمدیوں کے بارہ میں بھی لکھا ہے کہ فلاں نشان کے بارہ میں انہیں قسم دیکر پوچھ لو۔ شرعی عدالت میں بھی یونہی فیصلہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو دو گواہ لاؤ یا قسم دو۔